تنظیم اسلامی کا ترجمان

23

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

11 تا 17 جون 2019ء/ 7 تا 13 شوال المکرّم 1440ھ

انقلابی عمل کا دوسرا مرحلہ: تنظیم

دوسرے مرحلے کے طور پر جو لوگ اس نظریئے کو قبول کر لیں انہیں ایک ہیئتِ اجتماعی کے تحت منظم کیا جائے۔ اس ہیئت اجتماعی یا تنظیم کی بھی دو شرطیں ہیں۔ اوّلاً یہ بڑی مضبوط ڈسپلن والی تنظیم ہونی چاہیے۔ اس لیے کہ جب مقابلہ پیش آئے گا اور آپ موجودہ نظام کو ختم کرنے کے لیے میدان میں آئیں گے تو مراعات یافتہ طبقات جن کے اس نظام سے مفادات وابستہ ہیں' اس نظام کی پاسبانی کی خاطر آپ کو کچلنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے ع ''نظامِ کہنہ کے پاسبانو یہ معرضِ انقلاب میں ہے!'' تب آپ کو ان کے مقابل ایک فوجی ڈسپلن کی ضرورت ہوگی۔ محض ہجوم (mob) مقابلہ نہیں کر سکے گا' بلکہ یہاں ''listen & obey'' کے اصول کے تحت منظم ہونے والی مضبوط جماعت درکار ہوگی جس کے ڈسپلن کا یہ عالم ہو کہ۔

Their's not to reason why?

Their's but to do and die!

ثانیاً یہ کہ اس تنظیم میں کارکنوں کی حیثیت اور مرتبے کا تعین تحریک کے ساتھ وفاداری اور قربانی کی بنیاد پر ہونا چاہیے' نہ یہ کہ کوئی برہمن ہو تو اونچا ہے اور شودر ہو تو نیچا ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر یہ انقلابی تنظیم نہیں۔ انقلابی تنظیم میں تو ہر شخص کی commitment کی گہرائی اور تحریک کے ساتھ اس کی وابستگی اور وفاداری کی بنیاد پر اس کی حیثیت کا تعین ہوگا' یہ بھی دیکھا جائے گا کہ اس نے کتنی قربانی دی ہے۔ عین ممکن ہے کہ ایک شودر کمیونسٹ پارٹی میں اوپر چلا جائے اور برہمن نیچے رہ جائے۔

رسولؐ انقلاب کا طریقِ انقلاب
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

سیکولرازم کی لاش پر مودی کا رقص
عظمت قرآن اور پاکستان
امریکہ ایران تنازع: اصل کھیل کیا ہے؟
علاج تنگیٔ داماں ......
رمضان کے بعد
شوال المکرّم کے چھ روزے

الھدیٰ (856)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

انسان کی اصل مٹی ہے

سُورۃُ الْحَجّ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت:5

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّنَ الۡبَعۡثِ فَاِنَّا خَلَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ثُمَّ مِنۡ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنۡ مُّضۡغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيۡرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمۡ‌ؕ وَنُقِرُّ فِى الۡاَرۡحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخۡرِجُكُمۡ طِفۡلًا ثُمَّ لِتَبۡلُغُوۡۤا اَشُدَّكُمۡ‌ ۚ وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّتَوَفّٰى وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ لِكَيۡلَا يَعۡلَمَ مِنۡۢ بَعۡدِ عِلۡمٍ شَيۡـئًا‌ ؕ وَتَرَى الۡاَرۡضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهَا الۡمَآءَ اهۡتَزَّتۡ وَرَبَتۡ وَاَنۡۢبَتَتۡ مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍۢ بَهِيۡجٍ ۝

آیت ۵ ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّنَ الۡبَعۡثِ فَاِنَّا خَلَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ﴾ ''اے لوگو! اگر تمہیں دوبارہ اٹھائے جانے کے بارے میں شک ہے تو (ذرا غور کرو کہ) ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا''

انسانی جسم کی اصل مٹی ہے۔ اس کی غذا بھی نباتات اور معدنیات کی شکل میں مٹی ہی سے آتی ہے۔ اگر وہ کسی جانور کا گوشت کھاتا ہے تو اس کی پرورش بھی مٹی سے حاصل ہونے والی غذا سے ہی ہوتی ہے۔ ﴿ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ﴾ ''پھر نطفے سے'' اور یہ مادہ بھی اسی جسم کی پیداوار ہے جو مٹی سے بنا اور مٹی سے فراہم ہونے والی غذا پر پلا بڑھا۔

﴿ثُمَّ مِنۡ عَلَقَةٍ﴾ ''پھر علقہ سے'' عام طور پر ''علقہ'' کا ترجمہ ''جما ہوا خون'' کیا جاتا ہے جو درست نہیں ہے۔ اس لفظ کی وضاحت سورۃ المؤمنون کی آیت ۱۴ میں ہے۔

﴿ثُمَّ مِنۡ مُّضۡغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيۡرِ مُخَلَّقَةٍ﴾ ''پھر گوشت کے لوتھڑے سے' واضح شکل والا اور غیر واضح شکل والا''

پہلے مرحلے میں اس لوتھڑے پر کسی قسم کے کوئی نشانات نہیں تھے۔ پھر رفتہ رفتہ بازوؤں اور ٹانگوں کی جگہوں پر دو دو نشانات بنے اور اسی طرح دوسرے اعضاء کے نشانات بھی اُبھرنا شروع ہوئے۔

﴿لِّنُبَيِّنَ لَكُمۡ‌ؕ﴾ ''تاکہ ہم کھول کھول کر بیان کر دیں تمہارے لیے'' تاکہ رحم مادر میں انسانی جنین پر گزرنے والے مختلف مراحل کے بارے میں پوری وضاحت کے ساتھ تم لوگوں کو بتا دیا جائے۔

﴿وَنُقِرُّ فِى الۡاَرۡحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ ''اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہیں رحموں کے اندر جو ہم چاہتے ہیں ایک وقت معین تک''

یعنی رحم کے اندر حمل ویسا ہوتا ہے جیسا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ یہ فیصلہ صرف وہی کرتا ہے کہ وہ بچہ مذکر ہوگا یا مؤنث' ذہین و فطین ہوگا یا کند ذہن' خوبصورت ہوگا یا بدصورت' تندرست و سالم ہوگا یا بیمار و معذور۔ اس معاملے میں کسی کی خواہش یا کوشش کا سرے سے کوئی دخل نہیں ہوتا۔

﴿ثُمَّ نُخۡرِجُكُمۡ طِفۡلًا ثُمَّ لِتَبۡلُغُوۡۤا اَشُدَّكُمۡ‌ ۚ﴾ ''پھر ہم نکالتے ہیں تمہیں چھوٹے سے بچے کی صورت میں' پھر تم پہنچتے ہو اپنی جوانی کو۔''

﴿وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّتَوَفّٰى وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ لِكَيۡلَا يَعۡلَمَ مِنۡۢ بَعۡدِ عِلۡمٍ شَيۡـئًا‌ ؕ﴾ ''اور تم میں وہ بھی ہیں جو پہلے ہی فوت ہو جاتے ہیں اور وہ بھی ہیں جو نکمی عمر تک لوٹائے جاتے ہیں' کہ اُسے کچھ بھی علم نہ رہے سب کچھ جاننے کے بعد۔''

''اَرۡذَلِ الۡعُمُر'' کی کیفیت سے حضور ﷺ نے اللہ کی پناہ مانگی ہے۔ بڑھاپے میں بعض اوقات ایسا مرحلہ بھی آتا ہے کہ انسان demencia کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں اس کی ذہنی صلاحیتیں جواب دے جاتی ہیں' یادداشت زائل ہو جاتی ہے اور وہ بچوں کی سی باتیں کرنے لگتا ہے۔ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کیفیت کو پہنچنے سے پہلے ہی اس دنیا سے اٹھا لے۔

﴿وَتَرَى الۡاَرۡضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهَا الۡمَآءَ اهۡتَزَّتۡ وَرَبَتۡ﴾ ''اور تم دیکھتے ہو زمین کو خشک (اور ویران)' پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ لہلہاتی ہے اور اُبھرتی ہے'' بارش سے مردہ زمین میں جان پڑ گئی اور اس میں انگنت نباتات نکلنا شروع ہو گئیں۔

﴿وَاَنۡۢبَتَتۡ مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍۢ بَهِيۡجٍ ۝﴾ ''اور قسم قسم کی تر و تازہ چیزیں اُگا دیتی ہے۔'' انسانی اور نباتاتی زندگی کے دورانیہ (Cycle) میں گہری مشابہت ہے۔ مردہ زمین میں زندگی کے آثار پیدا ہونے' نباتات کے اگنے' نشو و نما پانے' پھولنے پھلنے اور سوکھ کر پھر بے جان ہو جانے کا عمل گویا انسانی زندگی کے مختلف مراحل مثلاً پیدائش' پرورش' جوانی' بڑھاپے اور موت ہی کا نقشہ پیش کرتا ہے۔ اس میں صرف دورانیے کا ہی فرق ہے۔ نباتاتی زندگی کا دورانیہ چند ماہ کا ہے جبکہ انسانی زندگی کا دورانیہ عموماً پچاس' ساٹھ' ستر یا اسّی سال پر مشتمل ہے۔

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

7 تا 13 شوال المکرم 1440ھ جلد 28
11 تا 17 جون 2019ء شمارہ 23

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: (042) 35473375-79
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......600 روپے
بیرونِ پاکستان

انڈیا-------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ادا ریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیکولرازم کی لاش پر مودی کا رقص

بھارت میں نریندر مودی سیکولرازم کی لاش پر رقص کرتا ہوا تختِ دہلی پر براجمان ہوگیا ہے۔ بالکل اُسی طرح جیسے نیتن یاہو یا کوئی دوسرا یہودی لیڈر اسرائیل میں صیہونیت کا پرچم لہراتے ہوئے اور اسرائیل کو خالص یہودی ریاست قرار دے کر اقتدار میں آ جائے۔ گویا بھارت اب ہندو ریاست اور اسرائیل یہودی ریاست ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ جمہوریت اور سیکولرازم کو اپنے ایمان کا حصہ قرار دینے والا امریکہ اور یورپ بھارت اور اسرائیل کو داد دے رہے ہیں جن کا دعویٰ یہ ہے کہ مذہب کا ریاست سے کوئی تعلق، کوئی لینا دینا نہیں۔ وہ بھارت اور اسرائیل کی مداح کریں تو اسے تاریخی لطیفہ ہی کہا جاسکتا ہے۔ ایسا دُوہرا پن، ایسی منافقت، ایسی ہٹ دھرمی انسانوں کے انسان ہونے پر سوالیہ نشان لگاتی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے کہ انسان اپنے کرتوتوں سے حیوان بلکہ حیوانوں سے بدتر ہو جاتا ہے۔ اسفل سافلین کی اس سے بہتر کیا مثال سامنے آ سکتی ہے کہ انسان ذاتی یا ملکی اور ریاستی مفادات کے حصول میں عام اُصول اور قواعد وضوابط ہی نہیں بلکہ بنیادی نظریات بھی دفن کر دے۔ بہرحال بھارت میں مودی جیت گیا ہے، سیکولرازم اور جمہوریت دونوں ہار گئے ہیں۔ یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ سیکولرازم تو ہارا ہے، جمہوریت کیسے ہاری ہے جبکہ زیادہ ووٹ حاصل کرنے والا جیتا ہے۔

یاد رہے کہ بی جے پی نے اپنے منشور میں باقاعدہ شامل کیا تھا کہ وہ کامیاب ہو کر کشمیر کی خصوصی حیثیت والی آئینی دفعات 370 اور 35A کو ختم کر دیں گے۔ ہم یہاں یہ واضح کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ جہاں تک بھارت کا ہندو ریاست میں تبدیل ہونے کا تعلق ہے، ہمیں اُس پر رتی بھر اعتراض نہیں۔ یہ تو دو قومی نظریہ کی حقانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ سوال یہ ہے اور یہ سوال ہمارا سر شرم سے جھکا رہا ہے کہ سیکولرازم کا دعوے دار بھارت تو ہندو ریاست میں تبدیل ہو رہا ہے۔ اسلام کے نام پر بننے والا پاکستان کیوں ہر گزرتے ہوئے دن کے ساتھ اسلام سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ بھارت ہندو ریاست میں تبدیل ہو کر منافقت کا ثبوت دے رہا ہے اور پاکستان اسلام کا نام لے کر اسلام کو ریاستی اُمور سے عملاً خارج کر کے منافقت کر رہا ہے۔

اہم سوال یہ ہے کہ مودی کی اتنی بھاری کامیابی کیسے ممکن ہوئی؟ کیا پاکستان اور مسلمانوں کی دشمنی نے اُس کے اقتدار کی راہ ہموار کی؟ کیا ہندو اکثریت نے بھارت کو ہندو ملک بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے؟ کیا بھارتی عوام نے کانگریس کی موروثی سیاست کے خلاف ووٹ دیا ہے؟ کیا پلوامہ کے واقعہ میں بھارتی فوجیوں کی ہلاکت اور بعد ازاں بی جے پی کا پاکستان کے خلاف انتہائی جارحانہ اقدام کو عوام نے پسند کیا؟ کیا کارپوریٹ سیکٹر کی مدد سے مودی کی جیت ہوئی اور کیا عالمی قوتوں نے خطے میں اپنے مفادات کے

حصول کے لیے مودی کا بھارت کا وزیراعظم بننا سودمند سمجھا؟ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ تمام اہم معاملات ہیں، یقیناً ہندو لیڈر ہی نہیں ہندو عوام بھی ستر سال گزرنے کے باوجود پاکستان کو تسلیم نہیں کر سکے۔ یقیناً صدیاں گزرنے کے باوجود ہندو بھارت میں مسلمان کو درانداز ہی سمجھتا ہے اور اِس بات میں بھی وزن ہے کہ بھارت کو ہندو ریاست بنانا وہاں کی اکثریت کا خواب ہے اور یہ بات بھی درست ہے کہ کانگریس کی موروثی سیاست کو وہاں کی عوام نے مسترد کر دیا ہے اور کارپوریٹ سیکٹر کی مودی کو مدد بھی ڈھکی چھپی نہیں۔ لیکن ہمیں اس بات پر حیرت ہے کہ پلوامہ کا واقعہ مودی کی عوامی مقبولیت کا ذریعہ کیسے بنا۔ پلوامہ واقعہ بھارتیوں کے لیے ایک دھچکا تھا۔ بھارتیوں نے پاکستان سے بدلہ لینے کا شور وغوغا کیا اور فضائی حملے میں پاکستان کے اندر دہشت گردوں کے ٹھکانے تباہ کر کے تین سو پچاس دہشت گرد ہلاک کرنے کا دعویٰ کیا۔ وہ ایسا جھوٹ ثابت ہوا کہ وزیرِ خارجہ سشما جیسی متعصب شخصیت کو تسلیم کرنا پڑا کہ سب جھوٹ تھا۔ پھر بھارت کے دو طیارے تباہ ہو گئے، آرٹلری جنگ میں 35 بھارتی فوجی مارے گئے اور بھارت نے درخواست کر کے یہ جنگ رکوائی۔ اس ساری کہانی میں مقبولیت کا پہلو کہاں نکلتا ہے؟ یہ تو پے در پے نقصانات اور صدمات تھے جو بھارت کو جھیلنے پڑے۔ بہرحال جب آنکھوں پر پٹی بندھ جائے تو سب ہرا ہی نظر آتا ہے۔

ہماری رائے میں بھارت کے انتخابات اور مودی کی کامیابی کے حوالے سے اہم ترین نکتہ عالمی قوتوں کی مدد ہے اور اِس کا تعلق اس خطے اور شاید عالمی سطح پر مستقبل قریب میں پیش آنے والے واقعات اور تبدیلیوں سے ہے۔ امریکہ اور اسرائیل مشرق وسطیٰ اور ہمارے اِس خطے میں جو تبدیلیاں یا دوسرے الفاظ میں تباہیاں لانے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ مودی اِن سے تعاون کے لیے تیار ہوگا اور بھارت کو اِس جنگ میں جھونکنے سے گریز نہیں کرے گا۔ اِس کی دو وجوہات ہیں ایک اسلام اور پاکستان کی دشمنی اور دوسری خطے میں چودھراہٹ اور عالمی قوت کے طور پر اُبھرنے کی زبردست خواہش مودی کو امریکہ اور اسرائیل کا tool بننے پر اُکسائے گی۔ ہماری رائے میں اِس سارے معاملے کو ہمیں انتہائی سنجیدگی سے لینا چاہیے۔ یہ انتہائی سنگین اور پیچیدہ صورتِ حال ہے۔ یہ ہماری بقا کا مسئلہ ہے اور بڑا سچ یہ کہ یہ اہل پاکستان اور امت مسلمہ کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ امریکہ، اسرائیل اور بھارت کا ابلیسی اتحاد عالم اسلام اور خاص طور پر ایٹمی پاکستان کا بدترین دشمن ہے اور دشمن کرنے کا حق ہوتا ہے پھر دشمن اگر کمینہ ہو، رذیل ہو اور اخلاقیات ہی نہیں عام انسانی صفات سے بھی عاری ہو تو بہت چوکنا اور جواب دینے کے لیے تیار رہنے کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ ہم نے امریکہ، اسرائیل اور بھارت پر جو الزامات بالائی سطر میں درج کیے ہیں، یہ وہمی اور خیالی نہیں، امریکہ نے کہاں تباہی نہیں مچائی۔ عراق، افغانستان اور کئی دوسرے ممالک میں وہ قتل وغارت گری کے ساتھ بُرائی اور بداخلاقی کی کس سطح پر پہنچا۔ اسرائیل فلسطینیوں کے ساتھ ظلم وستم اور تشدد کی تاریخ رقم کر رہا ہے۔ بھارت کشمیریوں کے ساتھ انسانیت سوز سلوک کر رہا ہے۔ لہٰذا پاکستان یا عرب ریاستیں اگر یہ سمجھتی ہیں کہ اُن سے کوئی مختلف سلوک ہوگا تو یہ بے وقوفی یا حماقت نہیں، خالصتاً پاگل پن ہوگا۔ یہ خودکشی کے مترادف ہے۔ امریکہ، ایران سے دشمنی اور جنگ کی آڑ میں ایک طرف مشرق وسطیٰ میں اپنی فوجیں اُن کی حفاظت کے نام پر اُتار رہا ہے اور دوسری طرف ایران ہی پر حملہ کرنے کی آڑ میں چین اور پاکستان کا بھارت کی مدد سے محاصرہ کرنا چاہتا ہے۔ امریکہ کی جان جس طوطے میں ہے اُسے اسرائیل کہتے ہیں اور یہ طوطا پاکستان کے ایٹمی میزائل کی رینج میں ہے۔ لہٰذا پاکستان سے دو دو ہاتھ کرنا درحقیقت اسرائیل کو ابدی زندگی دینے کی ایک خواہش ہے اور چین چونکہ آنے والے وقت میں امریکہ کی سپرمیسی کو چیلنج کر رہا ہے اور اسرائیل بھی اپنے اِس طاقتور گھوڑے کو کمزور نہیں ہونے دے گا۔ وگرنہ وہ ناقابل برداشت بوجھ کی وجہ سے سوار کو گرا دے گا۔ دوسری طرف چین نوترقی یافتہ ہے، اُسے اپنی ترقی کو مستحکم اور مضبوط کرنے کے لیے کچھ وقت درکار ہے۔ سی پیک اور B.R.I سے وہ مطلوبہ مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے اور امریکہ اسرائیل اتحاد اُسے یہ وقت دینا اپنی ہلاکت کے لیے گڑھا کھودنے کا موقع فراہم کرنا سمجھتے ہیں۔ پاکستان اپنے داخلی مسائل میں بُری طرح اُلجھا ہوا ہے۔ معاشی بحران ہے، سیاسی عدم استحکام ہے۔ سیاست دان ایک دوسرے کی گریبانوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہیں۔ پی ٹی ایم ملک دشمنوں کے ہاتھوں میں کھیل رہی ہے۔ جس کے واضح ثبوت اور شواہد سامنے آ گئے ہیں لیکن بعض سیاست دان بھی اُن کے حق میں تقریر کرتے ہوئے سنے جا رہے ہیں۔ یہ وضاحت ضروری ہے کہ صرف بھارت میں ہی نہیں بلکہ یورپ کے اکثر ممالک میں سیکولرازم کو سرکاری اعزاز کے ساتھ دفنایا جا رہا ہے۔ اہل پاکستان آنکھوں کی پٹی کب ہٹائیں گے کہ اُنھیں دنیا کی اصلیت نظر آئے۔ دنیا بلاواسطہ یا بالواسطہ ہمارے نظریے کی توثیق کر رہی ہے کہ مذہب کا ریاست میں کلیدی رول ہے اور ہم جنہوں نے دوقومی نظریہ کو اپنی ریاست کی بنیاد بنایا وہ دنیا کا جوٹھا (جو کوئی کھاتے ہوئے چھوڑتا ہے) نگلنا باعث فخر سمجھ رہے ہیں۔ اے اہل پاکستان، اے امتِ مسلمہ! پلٹو اپنی اصل کی طرف، پلٹو قرآن اور سنت کی طرف اور پلٹو اپنے ماضی کی طرف۔ اپنے اسلاف کا دامن تھامو، پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا، اِسے اسلام کا قلعہ بنانا ہمارا دینی فریضہ ہے۔ لہٰذا اِس کی حفاظت کرتے ہوئے جان کی قربانی دینا شہادت فی سبیل اللہ ہے۔ اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دیں۔ پاکستان کا نام ہوگا، ہماری دنیا اور آخرت سنورے گی۔ ان شاءاللہ

عظمت قرآن اور پاکستان

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں ناظم اعلیٰ انجمن خدام القرآن محترم ڈاکٹر عارف رشید کے 24 مئی 2019ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! رمضان المبارک کے مقدس لمحات جس قدر تیزی کے ساتھ ہماری زندگی سے گزر گئے اسی تیزی سے ہماری زندگی بھی گزر رہی ہے۔ بقول شاعر

میری صراحی سے قطرہ قطرہ نئے حوادث ٹپک رہے ہیں
میں اپنی تسبیح روز وشب کا شمار کرتا ہوں دانہ دانہ

یہ ہمارے دن ورات اصل میں تسبیح کے دانے ہیں رات سیاہ دانہ ہے اور دن سفید دانہ ہے۔ فرض کیجیے کہ پانچ ہزار دانوں کی ایک تسبیح ہے۔ اگر اس کی ڈور کاٹ دی جائے تو جس تیزی کے ساتھ وہ سیاہ وسفید دانے گریں گے یہی معاملہ ہماری زندگی کا ہے۔ سورۃ العصر قرآن حکیم کی بڑی جامع سورت ہے جس کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں کہ: ''اگر قرآن حکیم میں سوائے اس سورۃ مبارکہ کے اور کچھ بھی نازل نہ ہوتا تو صرف یہ سورت ہی لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے کافی ہوتی۔'' اس سورۂ مبارکہ کا آغاز بھی ایک قسم سے ہوتا ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ۝﴾

بہت تیزی سے گزرتے ہوئے زمانے کی قسم ہے۔ اس زمانے کے بارے میں ایک شاعر نے کہا

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

جو ایک ایک دن ہماری زندگی کا گزر رہا ہے گویا کہ ہماری زندگی کم ہو رہی ہے اور ہم اپنی قبر کے قریب سے قریب جا رہے ہیں۔ سورۃ البقرہ میں ارشاد ہے:

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ﴾ ''اور (اے نبی ﷺ!) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو (ان کو بتا دیجیے کہ) میں قریب ہوں۔'' (البقرہ:186)

جب بندہ واقعتاً اللہ کی فرمانبرداری اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو عبد کہتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ مجھ تک عرضداشت پہنچانے کے لیے تمہیں کسی واسطے کی ضرورت نہیں ہے۔ عجیب اتفاق یہ ہے کہ جس طرح کے یہ درمیانی واسطے ہوتے ہیں اکثر وبیشتر یہ ''پ'' سے شروع ہوتے ہیں۔ جیسے پادری، پنڈت، پروہت، پوپ اور پیر وغیرہ۔ اور ''پ'' قرآن میں کیا عربی زبان میں ہی نہیں ہے۔ ان واسطوں کے حوالے سے شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

کیوں خالق ومخلوق میں حائل رہیں پردے
پیران کلیسا کو کلیسا سے ہٹا دو

یہ پیران کلیسا ہیں جو عبادت گاہوں کے اندر مجاور بن کر بیٹھ گئے اور جنہوں نے بندے اور رب کے درمیان

مرتب: ابو ابراهیم

ایک خلیج قائم کر دی کہ جب تک ہمیں خوش نہیں کرو گے، ہماری کوئی سیوا نہیں کرو گے تو تم اللہ سے رابطہ کر ہی نہیں سکتے۔ لیکن قرآن نے اس باطل تصور کی کلیتاً نفی کر دی اور نوع انسانی پر واضح کر دیا کہ اللہ خود اپنے بندے کی ہر پکار کو سنتا ہے خواہ الفاظ زبان پر نہ بھی آ رہے ہوں تب بھی اللہ کو معلوم ہے کہ اس کے دل میں کیا خواہش ہے، کیا مانگنا چاہ رہا ہے۔ بہت سے مقامات ایسے آتے ہیں جہاں انسان کی زبان گنگ ہو جاتی ہے اور اس نے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں لیکن مانگنے کے لیے الفاظ نہیں مل رہے ہوتے تو اسے مطمئن ہو جانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل سے واقف ہے۔ آگے فرمایا:

﴿اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝۱۸۶﴾ ''میں تو ہر پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی (اور جہاں بھی) وہ مجھے پکارے، پس انہیں چاہیے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں تاکہ وہ صحیح راہ پر رہیں۔'' (البقرہ:186)

اللہ براہ راست ہر ایک کی سنتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ مانگنے والے بھی اللہ کی ماننے والے بن جائیں۔ ہم اللہ کو تو مانتے ہیں لیکن اللہ کی نہیں مانتے۔ جبکہ دعا کی قبولیت کے لیے ضروری ہے کہ اللہ نے جن چیزوں کو حرام ٹھہرایا ہے ان سے ہم رک جائیں اور جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان کو بجا لائیں۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ میدان عرفات میں پچیس لاکھ حاجی اسلام کے غلبے اور سربلندی کے لیے دعائیں کر رہے ہوتے ہیں لیکن عملی طور پر اس کے لیے کوئی جدوجہد کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ الا ما شاء اللہ۔ حالانکہ قبولیت دعا کے لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ سے اپنا تعلق مضبوط کر لیں، اللہ کے احکامات کو بجا لانے والے ہوں۔ چنانچہ اللہ سے مضبوط تعلق پیدا کرنے کا سب سے بنیادی اور بڑا وسیلہ قرآن مجید ہے جو اللہ نے اپنے آخری رسول ﷺ کے ذریعے ہمارے لیے بھیجا۔ اس کو ہم ذریعہ بنائیں گے، اس کی تعلیمات کو سمجھیں گے اور ان پر عمل پیرا ہوں گے تو ہماری دعائیں بھی قبول ہوں گی اور ہم ہر دور کے فتنوں کا مقابلہ بھی کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ اس حوالے سے نبی اکرم ﷺ کی ایک طویل حدیث کا مطالعہ آج ہم کر رہے ہیں۔ یہ آپ ﷺ کا ایک اہم خطبہ ہے جو احادیث کی دو کتابوں ترمذی اور دارمی میں نقل ہوا ہے۔ بنیادی طور پر یہ خطبہ قرآن مجید کی عظمت، اہمیت اور فضیلت کے موضوع پر ہے۔ قرآن اتنی عظیم نعمت ہے کہ حقیقی معنوں میں اس کی عظمت کا ادراک وہی ذات کر سکتی ہے جس کا یہ کلام ہے۔ جیسے سورۃ الحشر میں بیان فرمایا:

﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ﴾ ’’اگر ہم اس قرآن کو اُتار دیتے کسی پہاڑ پر تو تم دیکھتے کہ وہ دب جاتا اور پھٹ جاتا اللہ کے خوف سے۔‘‘ (الحشر:21)

قرآن خود بھی اپنے آپ کو موعظہ اور شفاء لما فی الصدور بھی کہتا ہے اور الھدیٰ بھی کہتا ہے۔ اس کے بعد حقیقی معنوں میں قرآن کی عظمت، شان اور مدح آپ ﷺ ہی بیان کر سکتے ہیں کہ جن پر یہ کلام نازل ہوا۔ چنانچہ اس حوالے سے آپ ﷺ کا یہ خطبہ مداحِ قرآن کا عظیم شاہکار ہے:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ((اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ)) ’’حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ نے ایک دن فرمایا: ’’آگاہ ہو جاؤ! ایک بڑا فتنہ آنے والا ہے!‘‘

فتنے کا لفظ ہماری اردو زبان میں بھی مستعمل ہے۔ اگرچہ قرآن حکیم کی زبان میں فتنہ کسوٹی کو کہا گیا ہے کہ جس پر کسی شے کو پرکھا جاتا ہے کہ اس میں کتنا کھوٹ ہے یا کتنا کھرا پن ہے۔ قرآن میں دو یا تین مقامات پر یہ اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ جیسے سورۃ الانفال میں کہا گیا:

﴿اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (الانفال:28)

یعنی مال اور اولاد دو کسوٹیاں ہیں جن پر انسان کی آزمائش ہوتی ہے کہ آیا وہ طالب دنیا ہے یا طالب آخرت۔ یعنی اگر وہ ان دو چیزوں کی محبت میں حرام و حلال کی تمیز کھو رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ دنیا کی زیب و زینت کو ترجیح دے رہا ہے اور اگر اس کے پیش نظر اُخروی کامیابی ہے تو پھر وہ ان دو چیزوں کی محبت پر اللہ کی رضا کو ترجیح دے گا۔ یہاں فتنہ کا لفظ آزمائش کے لیے استعمال ہوا ہے۔ آزمائش میں بھی انسان پرکھا جاتا ہے۔ جیسے کسی پر کوئی بہت بڑا حادثہ گزر گیا تو ہم کہتے ہیں کہ وہ شخص بہت بڑی آزمائش میں آ گیا۔ اس میں پتا چل جاتا ہے کہ انسان کا ایمان کتنا اللہ پر تھا اور کتنا انحصار مادی وسائل پر تھا۔ آگے فرمایا:

قُلْتُ: مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ ’’میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس فتنہ کے شر سے بچنے اور نجات پانے کا ذریعہ کیا ہے؟‘‘

یہاں نوٹ کیجیے کہ اگر ہم میں سے کوئی حضور ﷺ کی محفل میں ہوتا تو سوال کرتا کہ وہ فتنہ کب آئے گا؟ اس کا دورانیہ کیا ہوگا؟ اس میں کتنا کچھ نقصان ہوگا؟ وغیرہ۔ حالانکہ ان تمام سوالات کا تعلق انسان کی عملی زندگی سے قطعاً نہیں ہے۔ یہ معلومات کے درجے کی چیزیں ہیں۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سوال خالصتاً عملی تھا کیونکہ صحابہ کرامؓ کا ایمان تھا کہ حضور ﷺ نے جو خبر دی ہے وہ صد فی صد درست ہے۔ آپ ﷺ نے فرمادیا کہ ایک فتنہ آئے گا وہ تو آنا ہے لہٰذا اصل فکرمندی کی بات یہ ہونی چاہیے کہ اس فتنے کے شر سے بچنے کا ذریعہ کیا ہے۔

قَالَ: ((كِتَابُ اللّٰهِ، فِيْهِ نَبَاُ مَا قَبْلَكُمْ)) ’’آپؐ نے فرمایا: ’’کتاب اللہ! اس میں تم سے پہلی اُمتوں کے (سبق آموز) واقعات ہیں‘‘۔

یعنی اس فتنے سے بچنے کا ذریعہ اللہ کی کتاب ہے جو سراسر راہ ہدایت ہے۔ اس میں عبرت پذیری اور سبق حاصل کرنے کے لیے پہلی اُمتوں کے احوال کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ خاص طور پر سورۃ التحریم سے سورۃ الحدید تک ان دس مدنی سورتوں میں یہود و نصاریٰ کا ذکر بکثرت موجود ہے۔ اس لیے کہ اُمت مسلمہ آنے والے فتنوں سے نمٹنے کے لیے سابقہ اُمتوں کے احوال سے سبق سیکھے۔ وہ اُمتیں بھی اپنے آپ کو اللہ کا بڑا محبوب سمجھتی تھیں۔ اللہ نے اپنے نبی اور رسول ان میں بھیجے۔ لیکن ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی بجائے وہ جن گمراہیوں، سرکشیوں اور من مانیوں کا شکار ہوئیں ان کا انجام اُمت مسلمہ کے لیے ایک آئینہ ہے۔ اسی طرح قرآن میں ان سے پہلی قوموں کا ذکر بھی موجود ہے۔ جن میں قوم نوح، عاد و ثمود، قوم ابراہیم اور قوم لوط کا ذکر بھی شامل ہے۔ ان سب قوموں کا جو انجام ہوا اس میں بھی اُمت مسلمہ کے لیے بہت سبق ہے جس کی روشنی میں وہ آنے والے فتنوں سے بچ سکتی ہے۔ آگے فرمایا:

((وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ)) ’’اور تمہارے بعد کی اس میں

پریس ریلیز 31 مئی 2019ء

افغانستان میں امریکی فوجیوں کی موجودگی امن کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے

دو فوجی افسروں کا کورٹ مارشل اور سزائے موت ایک مثبت اقدام ہے

حافظ عاکف سعید

افغانستان میں امریکی فوجیوں کی موجودگی امن کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ماسکو میں موجود افغان طالبان وفد کے بیان کی تائید کرتے ہوئے کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ اپنی عالمی بالادستی کو قائم رکھنے کے لیے دنیا بھر میں جنگیں چھیڑتا ہے اور دیگر ممالک کو تباہ و برباد کرتا ہے۔ امریکہ، اسرائیل اور بھارت جیسی طاغوتی قوتوں کے گٹھ جوڑ کی موجودگی میں دنیا میں امن کا قیام ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ بیرونی قوتوں کے لیے جاسوسی کرنے والے دو اعلیٰ فوجی افسروں کے کورٹ مارشل اور سزائے موت کو ایک مثبت اقدام قرار دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ایسے دین و وطن فروشوں کو قرار واقعی سزا ضرور ملنی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے تمام اداروں خصوصاً سکیورٹی سے متعلقہ اداروں کو آئندہ بھی محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ دشمن ہماری صفوں کے اندر سے کالی بھیڑوں کو ملک و قوم کو نقصان پہنچانے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ رمضان المبارک کی مقدس 27 ویں رات اور پاکستان کے قیام کے حوالے سے تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وقت آ گیا ہے کہ ہم بحیثیت قوم ماہ اگست کی بجائے رمضان المبارک کے مقدس مہینے کو پاکستان کی آزادی کی نشانی کے طور پر یاد رکھیں۔ انہوں نے کہا کہ آج دنیا بھر میں ہماری ذلت اور رسوائی اس لیے ہو رہی ہے کہ ہم نے بحیثیت قوم اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کیے ہوئے وعدوں سے بے وفائی کی ہے اور جس اسلامی نظام کے قیام کے لیے پاکستان حاصل کیا تھا اس کے نافذ کرنے میں مجرمانہ غفلت کا ارتکاب کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابھی بھی وقت ہے کہ ہم اس مبارک مہینے میں اللہ کے حضور سچے دل سے توبہ تائب ہوں اور پاکستان میں اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے نفاذ کو اپنی ترجیح اول قرار دے کر سرگرم عمل ہو جائیں تا کہ ہماری دنیا و آخرت دونوں سنور جائیں۔ آمین (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

اطلاعات ہیں (یعنی اعمال و اخلاق کے جو دُنیوی و اُخروی نتائج و ثمرات مستقبل میں سامنے آنے والے ہیں' قرآن مجید میں ان سب سے بھی آگاہی دے دی گئی ہے!)''

آج سے ساڑھے چودہ سو برس پہلے قرآن نازل ہوا تھا۔لیکن قرآن صرف اس دور کے لیے تو نہیں تھا۔آج بھی ہدایت کا منبع و سرچشمہ قرآن ہے۔تاویل عام کے اعتبار سے کتنے ہی مقامات ایسے ہیں جہاں آدمی چونک جاتا ہے کہ یہ تو ہمارا ذکر ہو رہا ہے، ہمارے ہی حالات بیان کیے جا رہے ہیں۔ میں نے اس حوالے سے تین مقامات نوٹ کیے تھے۔ایک سورۃ النحل کی آیت 112 میں فرمایا:

﴿وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا قَرْیَۃً کَانَتْ اٰمِنَۃً مُّطْمَئِنَّۃً یَّاْتِیْھَا رِزْقُھَا رَغَدًا مِّنْ کُلِّ مَکَانٍ﴾ ''اور اللہ نے مثال بیان کی ہے ایک بستی کی جو بالکل اَمن و اطمینان کی حالت میں تھی' آتا تھا اس کے پاس اس کا رزق بافراغت ہر طرف سے''

گویا کہ اللہ کی نعمتوں کی بارش ہو رہی تھی۔زمین بھی بڑی زرخیز تھی، پانی بھی وافر موجود تھا۔یعنی زمین بھی اپنے خزانے اگل رہی تھی۔آسمان سے بھی برکتوں کا ظہور ہو رہا تھا۔لیکن:

﴿فَکَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰہِ﴾ ''تو اُس نے ناشکری کی اللہ کی نعمتوں کی''۔

یہاں پاکستان کو سامنے رکھیے تو کیسی معدنیات اللہ نے ہمیں دیں جو ہماری نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ابھی پچھلے دنوں چرچا ہو رہا تھا کہ پاکستان میں تیل کے بڑے ذخائر ہیں۔اس کے علاوہ زمین بھی کتنی زرخیزی اللہ نے ہمیں دی۔پانی کتنا وافر دیا، چاروں موسم دیے، اسٹریٹجک لحاظ سے بھی دنیا کا بہترین خطہ ہمیں دیا۔لیکن ہم نے ان نعمتوں کی قدر نہیں کی۔

﴿فَاَذَاقَھَا اللّٰہُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾﴾ ''تو اسے چکھا (پہنا) دیا اللہ نے لباس بھوک اور خوف کا' اُن کے کرتوتوں کی پاداش میں۔''

یہ گویا ہماری ناشکری کی سزا ہے۔بے روزگاری، غربت اور افلاس کی وجہ سے خودکشیاں ہو رہی ہیں کہ کھانے کو کچھ نہیں ہے اور خودکشی کرتے ہوئے یہ خیال بھی آ جاتا ہے کہ میں اکیلا جو مر رہا ہوں تو کیوں نہ سب کو ساتھ لے کر مر جاؤں۔دہشت گردی اور قتل و غارت گری کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔پھر قحط ہے۔اللہ کے حکم سے بارشیں نہیں ہو رہیں یا اگر بارش آئی بھی تو ساتھ اولے، آندھی اور طوفان لے کر آئی جس سے رہی سہی فصلیں بھی تباہ ہو گئیں۔اس کے علاوہ سر پر منڈلاتی ہوئی جنگ کا خوف۔

ان حالات کا اگر جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت میں ہمارا ہی ذکر ہو رہا ہے۔اسی طرح سورۃ الانفال کی آیت 26 میں فرمایا:

﴿وَاذْکُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِیْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِی الْاَرْضِ﴾ ''اور یاد کرو جبکہ تم تھوڑی تعداد میں تھے اور زمین میں دبا لیے گئے تھے''

آج سے اسی برس پہلے کے احوال ذہن میں تازہ کیجئے۔جب متحدہ ہندوستان میں مسلمان اقلیت میں تھے اور ہندو اکثریت اور انگریز مل کر مسلمانوں کو دبانا چاہتے تھے۔ہندوؤں کو کسی درجے میں مسلمانوں کا وجود گوارہ نہیں تھا۔ہر شعبہ میں ہندوؤں کی اجارہ داری تھی اور مسلمان ہر سطح پر پس رہے تھے۔

﴿تَخَافُوْنَ اَنْ یَّتَخَطَّفَکُمُ النَّاسُ﴾ ''تمہیں اندیشہ تھا کہ لوگ تمہیں اُچک لے جائیں گے''

شدھی اور سنگھٹن جیسی ہندو تحریکیں برصغیر کے مسلمانوں کو کچلنے کے لیے شروع کی جا چکی تھیں اور خدشہ تھا کہ برصغیر سے مسلمان اُمت کو مٹا دیا جائے گا۔

﴿فَاٰوٰىکُمْ وَاَیَّدَکُمْ بِنَصْرِہٖ وَرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ﴿۲۶﴾﴾ ''تو اللہ نے تمہیں پناہ کی جگہ دے دی اور تمہاری مدد کی اپنی خاص نصرت سے اور تمہیں بہترین پاکیزہ رزق عطا کیا' تا کہ تم شکر ادا کرو''

ان حالات میں اللہ نے اپنے خاص فضل سے مسلمانوں کو برصغیر میں دو آزاد خطے عنایت فرما دیے۔مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان۔پھر پہلے سال ہی جب پاکستان کا بجٹ بن رہا تھا تو معلوم ہوا کہ پاکستان کا خزانہ تو بالکل خالی ہے اور پاکستان کے حصے کے اثاثوں پر بھارت قبضہ کر کے بیٹھ گیا ہے۔اللہ نے اس کا بھی انتظام کر دیا کہ آدم جی نامی بڑے تاجر اور صنعتکار نے بلینک چیک قائداعظم کے حوالے کر دیا کہ جتنی چاہے رقم لے لو۔

اس کے علاوہ بھی پاکستان کو جو جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ان تمام نعمتوں کا تقاضا تھا کہ ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کے عطا کردہ ملک میں اس کے دین کو نافذ و غالب کرتے۔لیکن ہم نے ناشکری کا راستہ اختیار کرتے ہوئے ملکی عمارت کو سیکولر بنیادوں پر کھڑا کرنا شروع کر دیا۔جس کی سزا یہ ملی کہ ملک ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔

اسی طرح سورۃ التوبہ کی تین آیات 75 تا 77 میں فرمایا:

﴿وَمِنْھُمْ مَّنْ عٰھَدَ اللّٰہَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِہٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَکُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ بَخِلُوْا بِہٖ وَتَوَلَّوْا وَّھُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعْقَبَھُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِھِمْ اِلٰی یَوْمِ یَلْقَوْنَہٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰہَ مَا وَعَدُوْہُ وَبِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾﴾

''اور ان میں وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے نواز دے گا تو ہم خوب صدقہ وخیرات کریں گے اور نیک بن جائیں گے۔پھر جب اللہ نے انہیں نواز دیا اپنے فضل سے (غنی کر دیا) تو انہوں نے اس دولت کے ساتھ بخل کیا اور پیٹھ موڑ لی اور اعراض کیا۔تو اللہ نے سزا کے طور پر ڈال دیا ان کے دلوں میں نفاق (اور یہ نفاق اب رہے گا) اُس دن تک جس دن یہ لوگ ملاقات کریں گے اُس سے' بسبب اُس وعدہ خلافی کے جو انہوں نے اللہ سے کی اور بسبب اس جھوٹ کے جو وہ بولتے رہے۔''

ہم نے بھی تو وعدہ کیا تھا کہ اے پروردگار ہمیں ایک خطہ عطا فرما جہاں ہم تیرے دین اور تیری شریعت کو نافذ کریں گے تا کہ دنیا کے سامنے ایک مثال پیش کر سکیں کہ یہ ہے وہ نظام عدل جو محمد رسول اللہ ﷺ نے دیا۔اسی لیے ہمارا نعرہ تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ! لیکن جب پاکستان بن گیا تو ہم اس وعدے سے مکر گئے۔حضور ﷺ نے نفاق کی چار نشانیاں بتا دیں ہیں۔یعنی جھوٹ بولنا، امانت میں خیانت کرنا، وعدہ خلافی کرنا، اور فحش اور بے حیائی کے کام کرنا۔آج ان چاروں علامات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی سوسائٹی کے ہر سیکشن کا جائزہ لے لیجئے تو ہمیں خود معلوم ہو جائے گا کہ یہ نفاق اسی وعدہ خلافی کی سزا ہے جو ہم نے پاکستان کے ضمن میں اللہ سے کی اور اسی بیماری کی وجہ سے آج ہمارا معاشرہ ہر سطح پر زوال پذیر ہے۔

یہاں تک اس طویل حدیث کا تھوڑا سا حصہ بیان ہوا ہے۔اس کا بقیہ حصہ ان شاء اللہ آئندہ شمارے میں بیان ہو گا۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے انفرادی و قومی معاملات کو قرآن و سنت کی روشنی میں پرکھنے اور اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

❁❁❁

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

خطاب بہ جاوید

9

سخنے بہ نژادِ نو
نئی نسل سے کچھ باتیں

31 گر خدا سازد ترا صاحب نظر — روزگارے را کہ می آید نگر!

(اے پسر! تم اپنے اندر شوق پیدا کرو) اللہ اگر تجھے صاحب بصیرت بنادے تو (قرآن میں غوطہ زن ہوکر اپنے ماحول پر نظر ڈالو اور) آنے والے دور کے حالات کو (قرآن کی روشنی میں) دیکھو تاکہ تم خدا شناسی کی نظر سے دیکھ سکو

32 عقلہا بے باک و دِلہا بے گداز — چشمہا بے شرم و غرق اندر مجاز!

اے پسر! (تجھے نظر آئے گا کہ امت مسلمہ کے افراد کی) عقلیں بے خوف و بے ضابطہ ہوچکی ہیں اور دل (اللہ کی پکڑ اور آخرت کے محاسبہ کے درد سے) بے حس ہیں آنکھیں بے حیا اور حسن مجازی میں غرق ہوچکی ہیں

33 علم و فن، دین وسیاست، عقل و دل — زوج زوج اندر طوافِ آب و گل!

(اے پسر !آج) اہل علم (و اہل نظر)، اہل فن، اہل دین اور اہل سیاست سب کی عقل و دل مجاز (ظاہری رکھ رکھاؤ) اور ماحول میں اردگرد کی مادی اشیاء کے ظاہری حسن (APPEARANCE) کے عشق میں محو طواف ہیں

34 آسیا آں مرز و بومِ آفتاب — غیر بیں، از خویشتن اندر حجاب!

(سرزمین) ایشیا جو سورج کی سرزمین (تہذیب و تمدن کا گہوارہ) ہے فرنگی استعمار کے منحوس اثرات کے تحت (بے حس وجود کی طرح) اوروں کو دیکھ رہا ہے مگر خود اپنے آپ (عالمی سطح پر اپنے رول) سے غافل ہے

31۔ اے پسر! تیرے اندر اگر شوق پیدا ہو جائے اور جذبۂ عمل بھی ہو تو یقیناً تائیدِ غیبی تجھے سنبھال لے گی۔ اللہ تعالیٰ ایسے حالات میں انسان کی دستگیری فرماتا ہے اور فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى 1 کی نوید سناتا ہے۔ اللہ تجھے صاحب بصیرت بنادے اور تو اپنے گرد فرنگی غلامی اور مغربی فکروفن کی بالادستی کو قرآن مجید کی نظر سے دیکھ (اور اپنے خودی کے تقاضوں کے مطابق خود بھی اور مسلمانوں کو بھی اس غلامی سے نکالنے کے طریقوں پر غور کر)۔

32۔ (اس فکری سفر میں تجھے نظر آئے گا کہ) ایک طرف ہم غلام ہیں اور فرنگی استعمار غالب ہے، دوسری طرف ہم محکوم مسلمان اس محکومی پر بالعموم مطمئن اور خوش ہیں غلامی کے باعث ہمارے ہاں فکری انتشار ہے اور ہماری عقلیں بے خوف اور بے ضابطہ ہوچکی ہیں اور دل اللہ کے ڈر اور آخرت کے محاسبہ سے بے حس ہیں۔ اس قوم کی آنکھیں بے حیا اور حسن مجازی میں غرق ہیں ان کی سوچ پست اور نگاہیں صرف فوری منفعت اور لذت پر مرکوز ہیں۔

33۔ اے پسر! آج مغربی غالب اقوام نے تو خود مذہب وسیاست، دین ودنیا اور عقل و دل کو الگ کر کے خدا، آخرت اور خودی سے دوری اختیار کرلی ہے مگر محکوم اقوام بالخصوص مسلمان بھی اسی راہ پر چل پڑے ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس قرآن ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیمات ہیں۔ آج کے مسلمان زعماء و اہل ثروت و اہل علم چاہے دینی کام کررہے ہیں چاہے سیاست میں ہیں اپنے دل کے ایمانی تقاضوں سے جان چھڑا کر عقل کے پیچھے چل پڑے ہیں اور سب کے سب مختلف انداز میں مادیت پرستانہ (MATERIALISTIC) طرزِ زندگی اختیار کررہے ہیں اور اپنے ماحول کی مادی اشیاء کے ظاہر پر فریفتہ نظر آتے ہیں جو حقیقت میں دھوکہ ہے۔ بقول اقبال ؎

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

34۔ آج کا ایشیا اور اس کے رہنے والے، جو تاریخ میں ہمیشہ سے اپنے جغرافیائی حالات اور طبعی عوامل کے باعث عقل کے ساتھ دل، دنیا کے ساتھ آخرت اور عقلی علوم کے ساتھ علومِ انبیاءؑ کے وارث و مؤید و مبلغ رہے ہیں، وہ بھی مغرب کی غلامی میں کو تسلیم کر کے بے حس ہوچکے ہیں اور دروں بینی (INWARD LOOKING) کی صلاحیت سے محروم ہوچکے ہیں لہٰذا اپنے ماضی واسلاف سے بھی لاتعلق ہوچکے ہیں لہٰذا وہ آگے بڑھ کر مغربی علوم کا لادینی عنصر صاف کر کے انسان کو خداشناسی اور اخلاق شناسی سے روشناس کرانے میں پہل کرنے سے قاصر ہیں۔

---

1 ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰىO وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰىO فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰىO﴾ (سورۃ اللیل:5تا7)
''تو جس نے (اللہ کے رستے میں مال) دیا اور پرہیزگاری کی اور نیک بات کو سچ جانا اس کو ہم آسان طریقے کی توفیق دیں گے''۔

ایران کا ہوا اس لیے کھڑا کیا گیا ہے تاکہ اس بہانے سے امریکی فوجیں یہاں لا کر چین اور پاکستان کو ٹارگٹ کیا جاسکے : ایوب بیگ مرزا

اس وقت تمام عالمی قوتوں کے توسیع پسندانہ عزائم اور مفادات آپس میں ٹکرا رہے ہیں لہٰذا جب یہ جنگ میں کود پڑیں گے تو پھر یہ محدود جنگ نہیں رہے گی بلکہ پھیلے گی اور پھیلی ہوئی جنگ کو عالمی جنگ ہی کہا جاسکتا ہے: رضاء الحق

امریکہ ایران تنازع: اصل کھیل کیا ہے؟ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: امریکہ اور ایران کے درمیان کشیدگی کی اصل اور موجودہ صورت حال کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس وقت امریکہ اور ایران کا معاملہ بہت الجھا ہوا ہے لہٰذا اس کے بارے میں کوئی واضح طور پر بتانا آسان کام نہیں ہے۔ تاریخی طور پر دیکھیں تو رضا شاہ پہلوی کے دور میں ایران اور امریکہ کے تعلقات بہت اچھے تھے اور پھر انقلاب ایران کے بعد بھی اتنے خراب نہیں ہوئے تھے۔ لیکن اس وقت بظاہر صورت حال یہ لگ رہی ہے کہ ان کے تعلقات بہت بگڑ گئے ہیں لیکن جنگ دونوں کے مفاد میں نہیں ہے اور محسوس یہ ہوتا ہے کہ اس جنگ کے اعلانات تو ہوتے رہیں گے، دونوں طرف سے گرما گرم بیانات تو آتے رہیں گے لیکن عملی طور پر شاید دونوں جنگ کی طرف نہ جائیں۔ اگرچہ امریکہ اس وقت سپریم پاور آن ارتھ ہے۔ اگر ساری دنیا کی طاقتیں بشمول روس اور چائنہ اکٹھی ہو کر آ جائیں تو پھر بھی اعداد و شمار کے لحاظ سے امریکہ کی طاقت ان سب سے زیادہ ہوگی۔ جبکہ اس کے مقابلے ایران کی حیثیت نہ ہونے کے برابر ہے لیکن اس کے باوجود امریکہ کے لیے ممکن نہیں ہے کہ وہ باقاعدہ جنگ میں کود پڑے۔ کیونکہ اس سے بہت سے دوسرے مسائل پیدا ہو جائیں گے۔ خاص طور پر اس جنگ سے چائنہ اور روس کے مفادات کو ضرب پہنچے گی جس سے تیسری جنگ عظیم کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ میری رائے میں یہ مسئلہ درحقیقت اسرائیل اور ایران کا ہے کیونکہ اسرائیل نے اپنے آس پاس جتنے مسلم ممالک تھے ان کو امریکہ کے ذریعے تباہ و برباد کر لیا ہے۔ اب ایران چونکہ مسلم ممالک میں سے ایک بڑی طاقت ہے اور اسرائیل سے زیادہ دور بھی نہیں ہے لہٰذا اسرائیل کا اپنا دفاعی نقطۂ نظر یہی ہے کہ اپنے قریب کسی مضبوط مسلم ملک کو رہنے نہ دیا جائے۔ لہٰذا ہوسکتا ہے کہ وہ امریکہ کے ذریعے ایران کی قوت مزید کم کرنا چاہتا ہو ورنہ میں نہیں سمجھتا کہ امریکہ اور ایران کے درمیان باقاعدہ کوئی جنگ کے امکانات ہیں۔ البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ امریکہ اس جنگ کی آڑ میں دوسری قوتوں کو دبانا چاہتا ہو۔

سوال: ایران پر حملے کی صورت میں کیا اسلامی ممالک امریکہ کے حلیف ہوں گے؟

رضاء الحق: جس طرح امریکہ جنگ کی تیاریاں کر رہا ہے اور جس طرح اس کی طرف سے یہ دعوے آ رہے ہیں کہ ہم ایران کے اوپر حملے کرنے جا رہے ہیں اور اس کی بہت زیادہ وجوہات بھی گنوائی جا رہی ہیں' اس ساری صورتحال کو ہم دو نقطۂ ہائے نظر سے دیکھ سکتے ہیں۔ اس وقت اس پورے خطہ میں جو حالات چل رہے ہیں ان سے ہم امریکہ ایران تنازع کو الگ کر کے نہیں دیکھ سکتے۔ conflict zones کو دیکھنا بڑا ضروری ہے۔ ایک conflict zone امریکہ اور ایران کا ہے جس میں کہا یہ جا رہا ہے کہ ایران خلیج میں موجود امریکی اثاثوں کو ٹارگٹ کرنا چاہ رہا ہے۔ جن میں سعودی عرب میں موجود امریکی جہاز اور تیل وغیرہ شامل ہیں۔ اسی طرح عراق میں بھی امریکی اثاثے موجود ہیں۔ اس وقت امریکی ریاست اور وائٹ ہاؤس دو طرح کی سوچ رکھنے والوں کے ہاتھ میں ہے۔ ایک سوچ وہ ہے جس کا نمائندہ نیشنل سکیورٹی ایڈوائزر جان بولٹن ہے اور دوسری سوچ کو سیکرٹری آف سٹیٹ مائیک پومپیو لیڈ کر رہا ہے۔ پہلی سوچ امریکہ کی رپبلیکن پارٹی کی ہے جو شروع سے جنگی جنون میں مبتلا ہے۔ یعنی 1784ء میں جب امریکہ وجود میں آیا اس وقت سے لے کر آج تک کوئی ایک سال بھی ایسا نہیں گزرا جب امریکہ جنگ میں نہ رہا ہو۔ وہ ہر صورت میں دنیا میں اپنی طاقت کا لوہا منوانا چاہتے ہیں، ہر صورت میں وہ سپریم پاور آف دی ورلڈ رہنا چاہتے ہیں اور اس کے لیے وہ ہر صورت میں کسی نہ کسی جنگ میں رہنا چاہتے ہیں۔ جان بولٹن انہی نیوکانز کا نمائندہ ہے۔ وہ ان لوگوں میں سے ایک ہے جو جنگی جنون میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جب عراق پر امریکہ نے کیمیائی ہتھیاروں کا بہانہ کر کے حملہ کیا تھا تو اس کے پیچھے بھی جان بولٹن، ڈونلڈ رمزفیلڈ اور جان مکین جیسے لوگ تھے۔ پھر لیبیا، شام اور عرب اسپرنگ وغیرہ جیسے کشیدہ معاملات کے پیچھے بھی یہی لوگ شامل تھے۔ کہا یہ جا رہا ہے کہ ان کے پاس خفیہ معلومات ہیں کہ ایران اس پورے علاقے میں امریکی اثاثوں کے لیے خطرہ ہے۔ اس کو جواز بنا کر وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم دو بحری بیڑے (USS Arlington and USS Ibraham lincoln) روانہ کر چکے ہیں اور اس کے ساتھ پیٹریاٹ میزائیل اور بی باون طیارے بھی لا چکے ہیں۔ پہلے رپورٹس یہی تھیں کہ جان بولٹن نے کہا تھا کہ ہمیں خلیج میں ایک لاکھ بیس ہزار فوج درکار ہے۔ لیکن 20 مئی کو جان بولٹن نے جو بریفنگ دی ہے اس کے مطابق ان کے سینیٹر نے اپنے ٹویٹ میں کہا ہے کہ ہم غیر معمولی فورس کے ساتھ ایرانی خطرے کو چیلنج کریں گے اور وہاں ہم ایک ملین فوج بھیج سکتے ہیں۔ بہرحال وہ بڑی پلاننگ کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں۔ ایک طرف تو یہ hawks ہیں جو نیوکانز

میں شامل ہیں جبکہ دوسری طرف Evangelists ہیں جن میں مائیک پومپیو، امریکی نائب صدر مائیک پینس اور اسرائیل میں امریکی سفیر ڈیوڈ فرائڈ مین شامل ہیں۔ ڈیوڈ فرائڈ مین نے کچھ دن پہلے امریکی سفارت خانہ یروشلم شفٹ کرنے کی تقریب میں کہا تھا کہ یروشلم میں موجود امریکی سفارت خانہ پرانے یروشلم میں New Shrine ہے۔ گویا Evangelists اپنی جنگ کے پیچھے ہمیشہ مذہبی زبان استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ نیوکانز کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ پوری دنیا کے اوپر اپنی بالادستی کو ہر صورت میں قائم رکھا جائے چاہے اس کے لیے کسی بھی سٹیج پر جا کر جنگ کرنا پڑے اور کسی کے ساتھ بھی کرنا پڑے، انہیں اس کی پرواہ نہیں ہے۔ انہوں نے ماضی میں یہ کام کیے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس کے لیے جاپان کے اوپر ایٹم بم بھی گرائے۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق دوسری جنگ عظیم کے بعد اب پہلی دفعہ ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال کا خطرہ ہے۔ بدقسمتی سے سعودی عرب اور خلیج کی کچھ دوسری ریاستیں امریکہ کی بغل میں ہیں یعنی وہ امریکی فوج اور ٹیکنالوجی کی امداد کی وجہ سے اس کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ملا کر چل رہی ہیں۔ لہٰذا ان کی مجبوری ہے کہ اگر امریکہ ان سے کہے کہ ایران ان کے لیے خطرہ ہے اس لیے ہمارا وہاں آنا ضروری ہے تو سعودی عرب اور دوسری عرب ممالک کہیں گے کہ یقیناً ہمارے لیے خطرہ ہے لہٰذا آپ آسکتے ہیں۔ امریکہ نے کہا ہے کہ حالیہ دنوں میں سعودی آئل ریفائنری Aramco کے اوپر جو حملے ہوئے اور جو مکہ کی جانب میزائل چلایا گیا ہے اس کے پیچھے بھی حوثی ہیں جن کی پشت پر ایران ہے۔ بہرحال جس طرح انہوں نے عراق پر حملہ کیا تھا اسی طرح کا پلان نظر آرہا ہے۔ دوسری طرف پچھلے کچھ عرصے میں اور خاص طور پر نائن الیون کے بعد ایران نے بھی بہت گھناؤنا رول پلے کیا ہے۔ جب عراق کی حکومت گری تو ایران نے وہاں پر اپنی حکومت قائم کروانے کے لیے باقاعدہ مدد کی۔ اسی طرح اس نے شام میں بھی حالات کو بگاڑنے میں پوری مدد کی۔ لہٰذا ایران کے لیے بھی یہ کوئی اچھا موقع نہیں ہے۔ لیکن دراصل ایران کا بہانہ بنا کر اتنی بڑی فوج جب مڈل ایسٹ میں اتاری جائے گی تو حقیقت میں ان کا ٹارگٹ چین ہوگا۔ البتہ پاکستان چونکہ راستے میں آتا ہے اور سی پیک کی وجہ سے چین کے لیے بڑی اہمیت رکھتا ہے لہٰذا امریکہ اور اسرائیل کا پاکستان سے نمٹنا ناگزیر ہوگا علاوہ ازیں containment of China policy کے حوالے سے وہ اس حد تک آگے بڑھنا چاہ رہے ہیں کہ ممکن ہے وہ گوادر کے اوپر بھی حملہ کرنا چاہیں لیکن اس کے لیے وہ کوئی ایسا عذر تلاش کرنا چاہ رہے ہیں جس طرح انہوں نے عراق پر حملہ کرنے کے لیے کیمیائی ہتھیاروں کا عذر تراشا تھا۔ اسی طرح وہ ایرانی خطرہ کا عذر تراش کر آرہے ہیں۔ پھر ساتھ ساتھ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس علاقے میں مختلف جگہوں پر سنی شیعہ کو ایک دوسرے کے خلاف اگر اُبھارا جائے تو وہ آپس میں لڑ سکتے ہیں اور یہ ان کی بڑی پرانی پلاننگ ہے۔

سوال: روس اور چین ایران کے خلاف امریکی مہم جوئی کے کس حد تک مخالف ہیں؟

رضاء الحق: اس وقت چین امریکہ کا اولین ٹارگٹ ہے۔ جس کے راستے میں پاکستان آرہا ہے اور پاکستان کے نیوکلیئر اثاثے بھی ان کے ٹارگٹ ہیں لیکن ان کے لیے چین کا گھیراؤ بہت ضروری ہے۔ اس حوالے سے وہ ابھی تک چین پر تجارتی پابندیاں لگا رہے تھے اور چین بھی اس کا جواب دے رہا تھا۔ ابھی پچھلے دنوں انہوں نے Huawei موبائل کمپنی پر تجارتی پابندیاں لگا دی ہیں۔ یہاں تک کہ مستقبل میں اس کا اینڈرائڈ نہیں آسکے گا۔ گویا وہ چین کی اکانومی کو کسی نہ کسی طریقے سے نقصان پہنچانا چاہتے ہیں اور چین اس کا جواب دے بھی رہا ہے اور مزید دینا بھی چاہ رہا ہے۔

سوال: روس اور چین امریکی عزائم میں کس حد تک رکاوٹ بن سکتے ہیں؟

رضاء الحق: بہت بڑی رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس وقت امریکہ کا ڈیفنس بجٹ پوری دنیا کے ڈیفنس بجٹ سے زیادہ ہے اور امریکہ اپنی Soil کے اندر ایک فورٹرس ہے لیکن جب وہ اپنی فوج اور جنگی سامان لے کر کسی اور جگہ پر جاتا ہے تو پھر وہاں اس کی وہ طاقت نہیں رہتی۔ مثال کے طور پر سٹریٹ آف ہرمز ایک بحری گزرگاہ ہے جہاں سے تیل اور تجارتی سامان یورپ کو جاتا ہے۔ اس کا تنگ ترین راستہ صرف 45 کلومیٹر ہے۔ اگر امریکہ وہاں چین کو روکنے کے لیے ایک بحری بیڑا کھڑا کر دے تو پورے یورپ کو سپلائی رک جائے گی اور اس میں خود امریکہ کا بھی نقصان ہوگا۔ اسی طرح کی بحری گزرگاہ سٹریٹ آف ملاکا ہے جو انڈونیشیا کے پاس ہے اور وہاں چین نے بہت زیادہ انوسٹمنٹ کی ہوئی ہے۔ اس گزرگاہ کی تنگ ترین جگہ صرف ایک کلومیٹر ہے۔ اگر امریکہ اس علاقے میں آتا ہے اور اپنی وارشپس لاتا ہے اور چائنہ سٹریٹ آف ملاکا سے اس کا راستہ بلاک کر دیتا ہے تو وہ بے بس ہو جائے گا۔ اسی طرح امریکی بحری بیڑے پر اگر ایران میزائل حملہ کرے تو وہ تباہ ہو جائے گا۔ پاکستان بھی ایسا کر سکتا ہے اور امریکہ کو یہ بات معلوم ہے۔ اسی لیے امریکہ بھارت کو بھی اس جنگ میں ملوث کرنا چاہ رہا ہے۔ ویسے بھی انڈیا میں مودی جس طرح اینٹی مسلم اور ہندوتوا کا ہوا کھڑا کر کے حالیہ الیکشن میں کامیابی حاصل کرنے جا رہا ہے اور جن وعدوں پر ہندو اکثریت نے اسے ووٹ دیے ہیں اب ان سے پیچھے ہٹنا مودی کے لیے ممکن نہیں ہے۔ جس طرح ہٹلر الیکشن جیت کر جب حکومت میں آیا تھا تو اس نے اپنی عوام سے اتنے وعدے کیے ہوئے تھے کہ فرانس پر حملہ کرنے کے سوا اب اس کے پاس کوئی چارا نہ تھا۔ اسی طرح مودی کے لیے بھی پیچھے ہٹنا اب آسان نہیں ہے۔ اسی طرح چین میں بھی باقاعدہ اس جنگ کی تیاریاں شروع ہو چکی ہیں۔ چند دن قبل ہی چین کے صدر اور وزیر خارجہ نے یہ بیان دیا ہے کہ ہم ایک بڑی اور طویل جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ وہ اس وقت چین کے اندر جنگی ترانے گا رہے ہیں۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ امریکہ اس وقت ہمیں ٹارگٹ کرنے آرہا ہے۔ ظاہر ہے امریکہ ایک لاکھ بیس ہزار فوج کسی مقصد کے لیے بھیج رہا ہے۔ جب وہ اس علاقے میں کسی ایسی جگہ حملہ کرے گا جہاں چائنہ اور روس کے مفادات پر ضرب پڑتی ہو تو پھر چین بھی جواب دے گا اور روس بھی جواب دے گا۔ البتہ روس فوری جواب دیتا دکھائی نہیں دیتا کیونکہ اس کے ملکی مفادات ابھی براہ راست زد میں نہیں آتے۔ لیکن یوکرائن ایک ایسا فلیش پوائنٹ ہے جہاں پر اگر امریکہ اپنی فوجیں داخل کرتا ہے تو پھر روس بھی اس تنازع میں کود پڑے گا۔ یہ گلوبل صورتحال ہے لیکن اس میں اصل فائدہ اسرائیل کو ہوگا کیونکہ جس قدر عالمی قوتوں کا نقصان ہوگا اسی قدر گریٹر اسرائیل کے پلان کی رکاوٹیں دور ہوں گی۔ لہٰذا اسرائیل بھی یہی چاہتا ہے عالمی سطح کے اختلافات کو ہوا دی جائے تاکہ اسے اپنے پلان میں آگے بڑھنے میں آسانی ہو سکے۔

سوال: ایران تو محض بہانہ ہے امریکہ کا اصل نشانہ پاکستان ہے۔ یہ تاثر کس حد تک درست ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس میں کوئی شک نہیں کہ شروع سے ہی امریکہ دنیا پر اپنا تسلط قائم کرنا چاہتا تھا اور پھر دوسری جنگ عظیم کے بعد تو یہ جذبہ اس پر جنون کی طرح طاری ہو گیا۔ اس وقت اس کے سامنے سوویت یونین کی

قوت تھی جس کا اس نے تیاپانچہ کردیا اور روس بالکل امریکہ کے سامنے جھک گیا اگرچہ بعد میں پیوٹن جیسا شخص ان کو ملا جو پھر روس کو اٹھانے لگا۔ اس کے بعد امریکہ کا اگلا ٹارگٹ اسلامک آئیڈیالوجی اور مسلمان تھے جن کے خلاف دہشت گردی کا بہانہ بنا کر اقدامات کیے گئے۔ اس کے بعد چین کی زرد تہذیب سے بھی امریکہ کو خطرہ تھا۔ لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ چین تجارت میں بہت آگے بڑھ گیا اور اقتصادی لحاظ سے ایسی ترقی کی کہ اس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ لہٰذا امریکہ کا حالیہ اقدام بھی اس لیے ہے تاکہ چین کی ترقی کو روکنے کی کوشش کی جائے۔ چائنہ گھیراؤ پالیسی تو کتنے عرصے چل رہی تھی اور امریکہ ایک عرصے سے یہ کوشش کر رہا تھا کہ پاکستان بھارت کے ساتھ مل کر چائنہ گھیراؤ پالیسی میں امریکہ کی مدد کرے۔ اگرچہ پاکستان امریکہ کی جیب میں تھا لیکن وہ اس کی یہ بات ماننے کو تیار نہیں ہو رہا تھا۔ اس حوالے سے امریکہ نے پچھلے انتخابات میں بھرپور کوشش کی کہ پاکستان میں ایک ایسی حکومت لائی جائے جو بھارتی بالادستی کے راستے میں رکاوٹ نہ بنے۔ لیکن ہماری اسٹیبلشمنٹ نے اس کا پورا مقابلہ کیا اور اس انتخابی جنگ میں امریکہ کو اپنے عزائم میں پسپا ہونا پڑا۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت امریکہ پاکستان پر ٹوٹ پڑا ہے چاہے وہ آئی ایم ایف کا معاملہ ہو یا بارڈر جنگ یا کوئی اور معاملہ ہو۔ اس وقت پاکستان اس کے زبردست شکنجے میں ہے۔ بہرحال ہر قسم کا حملہ پاکستان پر کیا گیا اور اب ایران کا بہانہ بنا کر معلوم یہی ہوتا ہے کہ وہ گوادر پر حملہ کریں گے جو دوسرے معنوں میں چین پر حملہ ہے۔ اگر گوادر پر حملہ ہوتا ہے تو پاکستان تو شاید امریکہ کا مقابلہ نہ کر سکے لیکن اگر چین پوری طرح میدان میں آ گیا تو پھر یہ جنگ چھڑ جائے گی اور وہ فوجیں جو ایران کا عذر بنا کر اس خطے میں لائی گئی ہیں ان کا پھر استعمال کیا جائے گا۔ اس لیے یہ ایران کا ہوا کھڑا کیا گیا تاکہ پاکستان اور چین کو ٹارگٹ کیا جائے۔ وہ پاکستان کو سیدھا نشانہ نہیں بنا سکتے تھے کیونکہ اس کی بھارت کے ساتھ براہ راست کشمکش ہے اور اس میں پاکستان اپنی پالیسی واضح کر چکا ہے کہ ہماری کسی دوسرے ملک کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے، دنیا کے کسی حصے میں کوئی فوج کسی طرح اگر پاکستان پر حملہ کرے گی تو ہم اس کا جواب بھارت کو دیں گے۔ لہٰذا اس وجہ سے پاکستان پر بھارت کا حملہ مشکل دکھائی دے رہا ہے۔ اس وقت پاکستان ان کا براہ راست ٹارگٹ نہیں ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان ان کی ''چائنہ گھیراؤ پالیسی'' کے راستے میں آ رہا ہے۔ امریکہ کو پاکستان کے ایٹمی اثاثہ جات سے براہ راست کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن اسرائیل کو خطرہ ہے۔ امریکہ پاکستان کے ایٹمی دانت صرف اسرائیل کی خاطر توڑنا چاہتا ہے۔ بہرحال چین بھی جنگ کے لیے تیار ہو چکا ہے کیونکہ اس کو پتا چل گیا ہے کہ یہ فوجیں ایران کے لیے اکٹھی نہیں ہو رہی ہیں بلکہ یہ پاکستان اور چائنہ کے لیے اکٹھی ہو رہی ہیں۔ اگر ایسا ہوا تو عالمی جنگ کا خطرہ مزید بڑھ جائے گا۔

سوال: ایران اور اسرائیل کی دشمنی کا انجام تیسری عالمگیر جنگ تو نہیں؟

رضاء الحق: قرآن مجید کی سورۃ الکہف کی آیت 2 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ﴿قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ﴾ ''(یہ کتاب) بالکل سیدھی ہے تاکہ وہ خبردار کرے ایک بہت بڑی جنگ سے اُس کی طرف سے''۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ ہمیں ایک بہت بڑی جنگ سے ڈرا رہا ہے۔ یقیناً مستقبل قریب میں ایک بہت بڑی جنگ ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ لیکن ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ وہ جنگ کب شروع ہو گی۔ اس کے لیے مختلف chain of events ہو سکتے ہیں جو اس جنگ کی طرف لے کے جائیں۔ ایران اپنی تین ہزار سالہ پرانی فارسی تہذیب کو revive کرنے کے حوالے سے بہت زیادہ مستعد ہے۔ اسی طرح اسرائیل کا مذہبی محرک بہت اہم ہے کہ وہ یروشلم کو سیٹ آف دی ورلڈ بنانا چاہتا ہے کہ یہاں سے دنیا کے فیصلے ہوں، اسی کے اندر گریٹر اسرائیل کا منصوبہ بھی ہے۔ احادیث میں بھی قرب قیامت کے حوالے سے پیشین گوئیاں ملتی ہیں کہ اسرائیل اور یروشلم اپنے توسیع پسندانہ عزائم کی وجہ سے دنیا میں ایک رول پلے کریں گے۔ اسی طرح چائنہ کے بھی اپنے توسیع پسندانہ عزائم ہیں وہ اسی وجہ سے ہی افریقہ، ساؤتھ چائنہ سی اور باقی علاقوں کے اندر اپنی تجارت بڑھانا چاہتا ہے، وہ بھی اپنے آپ کو ایک انٹرنیشنل پلیئر کے طور پر دیکھ رہا ہے۔ اب ان سب کے مفادات ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں جس کی وجہ سے conflict کا خطرہ نظر آ رہا ہے۔ پہلے یہ سمجھایا جاتا تھا کہ جب ایسے conflict zones پیدا ہوں گے تو انٹرنیشنل آرگنائزیشنز مثلاً اقوام متحدہ، سلامتی کونسل، ہیومن رائٹس آرگنائزیشن وغیرہ کچھ نہ کچھ کردار ادا کریں گی۔ لیکن نائن الیون کے بعد دنیا کے طاقتور ممالک نے ان کی اہمیت کم کر دی۔ مثلاً جب امریکہ نے عراق پر حملہ کرنا تھا تو اس نے اقوام متحدہ کی پروا ہی نہیں کی۔ ہم یہ بات پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت تمام عالمی طاقتوں کے اپنے توسیع پسندانہ عزائم اور مفادات ایک conflict zones پیدا کر رہے ہیں تو جب یہ جنگ میں کودیں گے تو پھر یہ جنگ کسی ایک جگہ تک محدود نہیں رہے گی بلکہ پھیلے گی اور پھیلی ہوئی جنگ کا مطلب ورلڈ وار ہی ہوتا ہے۔ جس طرح پہلی اور دوسری جنگ عظیم ہو چکی ہیں اور تیسری جنگ عظیم ہوتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے کیونکہ درمیان میں ہمیں کوئی بھی تصفیہ کرانے والا نظر نہیں آتا ہے۔ بلکہ سارے اس جنگ کو بڑھاوا دینے والے ہیں۔

سوال: ایران اور عرب ممالک کی کشیدگی کی اصل وجہ کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: مذہبی بنیاد پر عرب دنیا اور ایران کا شروع سے ایک نظریاتی اختلاف چل رہا تھا۔ وہ اختلاف خمینی انقلاب کے بعد بالکل واضح ہو کر سامنے آ گیا اور اس نے شدت اختیار کر لی۔ پھر عالمی قوتوں نے اس اختلاف کو بہت ہی غنیمت جانا اور جہاں شیعہ سنی تنازع نہیں تھا وہاں بھی شروع کروانے کی سازشیں کی گئیں۔ یہ ہماری بدقسمتی اور کم فہمی ہے کہ ہم دشمن کے اس ایجنڈے کو سمجھ نہ سکے جس کی وجہ سے آپس کی دشمنیوں میں مزید اضافہ ہوا اور سعودی عرب اور ایران دونوں نے مختلف ممالک میں پراکسی جنگ شروع کر دی جس سے دشمن کامیاب ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ دونوں ممالک کو سمجھنا چاہیے تھا کہ ہمارا اصل دشمن کون ہے اور وہ کیا چاہتا ہے۔ لیکن الحمدللہ یہ سازش پاکستان میں کامیاب نہ ہو سکی حالانکہ امریکہ نے یہاں بھی شیعہ سنی تصادم کرانے کی بہت کوششیں کی لیکن یہاں کے دونوں فریقوں نے بہت اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمن کی ایسی چالوں کو ناکام بنایا۔

رضاء الحق: ایک زمانہ تھا جب ایران عراق جنگ چل رہی تھی اس وقت ان دونوں کو سوویت یونین اور امریکہ نے Proxies کے طور پر استعمال کیا۔ نائن الیون کے بعد مختلف بہانے بنا کر مختلف جگہوں پر شیعہ سنی فساد کروانے کی کوشش کی گئی اور یہ سازشیں صیہونی کرواتے ہیں اور بہت جگہوں پر وہ کامیاب ہوئے۔ شام میں سعودی عرب کے علاقے قطیف میں، پھر یمن میں انہوں نے شیعہ سنی تنازع پیدا کیا۔ کیونکہ ان کے

پلان میں یہ بھی شامل ہے کہ پورے عالم اسلامی میں شیعہ سنی کو ایک دوسرے کے سامنے لاکر کھڑا کر دیا جائے۔ لہٰذا مسلمانوں کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ اس موقع پر اتحاد کا اظہار کریں اور وہ ان کی سازش کو سمجھیں۔ لیکن ہمارے مسلم ممالک بہت زیادہ تعیش میں پڑ گئے ہیں جس کی وجہ سے جنگ کی تیاری اور جنگ کی مشکلات کو برداشت کرنے کے قابل ہی نہیں رہے۔

سوال: کیا امریکہ ایران جنگ کی صورت میں پاکستان غیر جانبدار رہ سکتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے کہا ہے کہ ہم غیر جانبدار رہیں گے، میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بالکل صحیح کہا ہے کیونکہ جس طرح ہمارے امریکہ کے ساتھ تعلقات کشیدہ ہیں اسی طرح ایران کے ساتھ بھی کشیدہ ہیں۔ لیکن موجودہ حالات میں ہم عملی طور پر اس جنگ سے دور نہیں رہ سکیں گے۔

رضاء الحق: حقیقت میں اگر یہ جنگ ہوتی ہے تو وہ امریکہ اور ایران کی جنگ نہیں ہوگی بلکہ امریکہ ایک طرف ایران کو کھڑا کرے گا اور دوسری طرف سعودی عرب کو کھڑا کرے گا۔ ہمارے وزیر خارجہ نے اس پیرائے میں یہ بیان دیا ہوگا کہ جب دو مسلم ممالک کو ایک دوسرے کے سامنے لا کے کھڑا کیا جائے گا تو ہمیں نہ صرف غیر جانبدار ہی رہنا چاہیے بلکہ ثالثی کا کردار ادا کرنا چاہیے۔ ایران اور ہمارے تعلقات جتنے بھی کشیدہ ہوں وہ بہرحال ہمارا ہمسایہ ملک ہے۔ ہم امریکہ کو اس کے اوپر ترجیح نہیں دے سکتے۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم دو مسلم ممالک کو برادرانہ طور پر اکٹھا کر کے تباہی سے بچانے کی کوشش کریں اور دونوں مسلم ممالک کو چاہیے کہ وہ اس صورت حال کو سمجھیں کہ پیچھے گیم کیا چل رہی ہے۔ اصولی طور پر یہ چیز اس وقت ہوسکتی ہے جب امت مسلمہ ایک وحدت کی صورت میں سامنے آئے جیسا کہ خلافت کے اندر ہوتی تھی لیکن چونکہ خلافت کا ادارہ رہا نہیں لہٰذا مسلم امت جہاں جہاں اپنے فورمز پر اکٹھی ہوسکتی ہے تو مسلمانوں کے مفاد کے لیے اکٹھا ہو کر دشمن کے عزائم کو ناکام بنایا جائے۔ اس وقت اسلامی ممالک کی تنظیم کو فعال ہونے کی بہت ضرورت ہے۔

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

"مرکز حلقہ تنظیم اسلامی آزاد کشمیر، فلیٹ نمبر 202 دوسری منزل، السیف پلازہ، گوجرہ بائی پاس روڈ، مظفر آباد" میں

23 تا 29 جون 2019ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

اور

28 تا 30 جون 2019ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0346-9633369 / 0300-7879787

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)35473375-78

شعبہ خط و کتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم ومغفور کے مرتب کردہ

"مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب" پر مبنی

"قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس" سے استفادہ کیجیے

یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط و کتابت کروایا جارہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمدللہ!

اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط و کتابت کورسز، قرآن اکیڈمی، K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: (92-42)35869501-3 E-mail:distancelearning@tanzeem.org

علاج تنگیٔ داماں......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ماہِ رمضان اپنی ساری رحمتیں، برکتیں، عنایتیں، مغفرت، نجات سمیٹ کر رخصت ہوا۔ ہمیشہ کی طرح مہمان کو رخصت کرتے ہوئے یہ احساس غالب ہے۔ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا! روحانی دنیا میں لاکھوں، کروڑوں کا بزنس ہوا! نیکیوں، اجروثواب کی برسات تھی۔ اجر غیر ممنون۔ بھرنے والے نے اپنے ظروف کے مطابق پیمانے بھرے۔ یہ ایک بازار سجا تھا جنت کے خریداروں کے لیے۔ اللہ لٹانے پر تلا تھا اپنی شانِ کریمی کے مطابق۔ دینی دائروں سے منسلک اور عامۃ المسلمین بحمد اللہ تن دہی سے حسبِ توفیق خریداری میں مگن تھے پوری یکسوئی کے ساتھ۔ سب سے زیادہ حرص قرآن کی تھی۔ صبح حلقہ ہائے دروس اور شام تراویح میں قرآن۔ مرد کاروبارِ زندگی میں امانت و دیانت کے ساتھ رمضان کا حق ادا کر رہے ہوتے۔ نماز باجماعت کی پابندی، تلاوت قرآن، انفاق فی سبیل اللہ، راتوں میں تراویح کے ذریعے لوٹ سیل سے فیض یاب ہوتے رہے۔ خواتین سحر و افطار میں ذکر و اذکار کے مابین افرادِ خانہ کو روزے رکھوانے کھلوانے میں دہرے اجر تلاش کرتی رہیں۔ رمضان کی سکینت، عافیت میں اللہ کی رحمت کے ساتھ سب سے بڑا عنصر ہمارے دشمن (شیطان) کا قید ہونا تھا۔ اس کا جکڑے جانا فی نفسہٖ اللہ کی رحمتوں میں سے ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ وہ چلا جاتا ہے پیچھے اپنے چیلے چانٹے ڈیوٹی پر مامور کر کے۔ تاہم اس کی عدم موجودگی میں ایک نہایت محسوس سکینت و رحمت کا اثر رکھتی ہے۔ رمضان کی روحانی فضاؤں کے فیوض و برکات اپنی جگہ۔ تاہم رمضان بازاروں کی اس خریداری سے فارغ ہو کر گھر آ کر سارا سامان کھول کر پھر جائزہ بھی تو لیا جاتا ہے کہ کس نے کیا خریدا؟ کیا رہ گیا، کیا بھول گئے؟ وہ کمی کیسے پوری ہو؟ جاتے ہوئے شاپنگ لسٹ کیا تھی؟ اب ہاتھ میں کیا ہے؟

شعبان میں جب ہم کمربستہ ہوئے تھے تو قرآن کھول کر رمضان کا پیکیج سورۃ البقرۃ سے دیکھا بھالا تھا، خود پڑھا تھا، اوروں کو سنایا تھا۔ تقویٰ اور صبر ہر رنگ کا لینا طے تھا۔ اطاعتوں کے لیے صبر، گناہوں سے بچنے کے لیے صبر، تنگ دستی، مفلسی پر غنا والا صبر، بے حیائی کے خلاف عفت و حیا سے لبریز صبر، باطل کی قوت کے خلاف پُرعزم کمربستگی والا صبر، دین کے حامیوں کی قلت پر دل شکستگی سے بچنے کا صبر! یقین محکم عمل پیہم پر آمادہ کرنے والا استقامت بخش صبر، اور اس صبر کے حصول کے ساتھ ساتھ تقویٰ کی بھرپور روشنی۔ جو دجالی فتنوں کے گھپ اندھیروں میں راستہ دکھائے۔

یہ مہینہ قرآن کا مہینہ تھا۔ اللہ نے بتا کر روزے رکھوائے تھے۔ ''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ ھدی للناس، انسانوں کے لیے سراسر ہدایت، اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں۔'' (البقرۃ:185) ہدایت تمام دنیا کے انسانوں کے لیے ہے۔ کہاں؟ قرآن میں۔ روزے ہمیں کیوں رکھوائے گئے؟ جس ہدایت سے اللہ نے تمہیں سرفراز کیا ہے اس پر اللہ کی کبریائی کا اظہار و اعتراف کرو اور شکرگزار بنو۔ (البقرۃ: 185) رمضان میں مسلمان پوری دنیا سے چھٹ کر الگ ہو جاتا ہے۔ ہر ہر سپاہی گویا دنیا کے جس گوشے میں، جس بستی میں ہے، وہاں سے اللہ کا لشکر الگ صف آراء ہو جاتا ہے۔ شکر گزاری میں رکوع و سجود، فرمانبرداری میں بھوک پیاس کا ایثار و قربانی دے کر اعلیٰ مقاصد کے لائق ہونے کی تیاری۔ پوری دنیا سے پروردگار عالم نے چھانٹ کر مجھے الگ کیا۔ ہاتھ میں قرآن تھمایا۔ اپنی پہچان (ہوش سنبھالنے سے بھی پہلے بصورت اذان) عطا فرمائی۔ اپنے محبوب نبی ﷺ کا امتی ہونے کا شرف بخشا۔ جنت میرے لیے سجائی اور اس کی آبادکاری کے لائق بننے کے لیے یہ مہینہ عطا کیا۔ مقصد حیات تازہ کیجیے۔ رمضان کی پوری کہانی سمجھ آ جائے گی۔ قرآن ھدی للناس ہے اور امت اخرجت للناس ہے۔ قرآن کو تمام انسانوں کے لیے بھیجا ہے اور مجھے تمام انسانوں کے لیے خیر امت کا رکن بنا کر اٹھایا ہے۔

دنیا حق کے لیے کتنی پیاسی ہے۔ ایک خبر سے اندازہ لگائیے۔ بھارت میں ایک شخص رپورٹ ہوا ہے جو 38 سال سے نہیں نہایا۔ دیوتاؤں کے حضور منت مان کر اولاد حاصل کی (!) جس نذر میں غسل نہ کرنا شامل تھا۔ لہٰذا بدبو سے چھٹکارا پانے کے لیے روزانہ آگ کی تپش پر بدن کو تپا کر گزارا کرتا ہے۔ اندازہ لگائیے اس شخص کی جہالت، کسمپرسی اور مظلومیت کا۔ ایک شرکیہ نظام زندگی میں رب سے ناآشنا، اسلام سے بے بہرہ کیسی زندگی گزار رہا ہے۔ ہندو ہے۔ لہٰذا پہلے ساری زندگی بدترین گرمی میں آگ تاپتا رہا ایک لغو منت کی بنا پر۔ موت پر چتا میں جلایا جائے گا اور آگے جہنم کا گڑھا منتظر۔ کیا ہم اخرجت للناس پر اس کی بے چارگی کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی؟ ہم نے کتمانِ حق کیا۔ ھدی للناس کو چھپا کر رکھا۔ ع اپنے خورشید پہ پھیلا دیے سائے ہم نے۔ دکھی انسانیت تو اصلاً یہ ہے جو بھٹک رہی ہے ضلالت کے صحراؤں میں۔ ہم فلاحِ انسانیت، فلاح و بہبود صرف پیٹ بھرنے کو روٹی، تن ڈھانپنے کو کپڑا، سر کی چھت جانتے ہیں۔ بلاشبہ یہ ضروریات بھی پوری کی جائیں گی لیکن اصل مظلومیت تو مذہبی استحصال اور اللہ سے ناآشنائی کی ہے۔ کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں ہے کہ نہیں!

ہمیں بہترین بن کر بہترین، اہم ترین کام کرنا ہے۔ نیکی کا حکم دینا بدی سے روکنا۔ لیکن شعبان تک پہنچتے بیٹری ڈاؤن ہو چکی ہوتی ہے۔ جیسے نیکی بدی کا فرق خود بھول جائے۔ حق و باطل گڈمڈ ہو جائے۔ وہ دنیا کو فرقان (کسوٹی مابین حق و باطل) کیونکر پہنچائے گا۔ لہٰذا چلو اب 30 دن کمر کس کے تربیت لو۔ نیکی کی پہچان تازہ کرو۔ بدی سے بچنے والے (متقی) بننے کی فکر کرو۔ (لعلکم تتقون) ہر ہر عضو کی نیکی اختیار کرو۔ بدی سے بچو۔ تربیت کے لیے حلال سے بھی ہاتھ اٹھا لو۔ تم نے دنیا پر چھائی بے حیائی فحاشی کی تاریکی دور کرنی ہے؟ پہلے اپنا ٹیلی ویژن گانے باجے بند کرو۔ لو میں شیطان کو جکڑ دیتا ہوں۔ نیکی آسان ہو گئی۔ نگاہ، کان پاک کر لو۔ 30 دن کی تربیت۔ دجالی فتنوں میں تمہاری زبان بے محابا کفر کی زبان بولنے لگ گئی تھی۔ تم قرآن چھوڑ کر بدر، اُحد، خندق، تبوک (انفال، آل عمران، احزاب، التوبۃ) کے اسباق بھول گئے تھے۔ کفر کے فرنٹ لائن اتحادی، کفر کے لشکروں کو کمک فراہم کرنے والے (نیوسپلائر) بن بیٹھے تھے۔ آؤ اسباق تازہ کرو۔ دن کے اوقات میں تلاوت کرو۔ رات کو تراویح میں قرآن سنو۔ علماء سے پڑھو، پوچھو، قرآن کس چیز کا حکم دے رہا ہے۔ کس سے روک رہا ہے۔ کیونکہ تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر کا فرض ادا

کرنا ہے۔ پہلے اپنے اسباق تازہ کرو پھر جا کر دنیا کو پڑھاؤ (آپ دنیا کے استاد ٹھہرے۔ رمضان ٹیچرز ٹریننگ کورس ٹھہرا) سورۃ البقرۃ سے بنی اسرائیل کی کہانی تازہ کرو۔ وہ تم سے پہلے اخرجت للناس تھے۔ امت وسط تھے۔ وہ نفس کے بندے بن گئے۔ الٰہی پیغام بھول گئے۔ خواہشاتِ نفس کو خدا بنا بیٹھے۔ اللہ انہیں دنیا کا امام بنا رہا تھا اور وہ حقیر ذائقوں کے اسیر اللہ سے ساگ، پات، کھیرا، ککڑی، گیہوں، مسور، لہسن، پیاز کے طلب گار تھے۔ کہیں تمہاری نگاہ سری پائے، ہریسہ، بریانی، نہاری، باربی کیو، کے ایف سی میں اُلجھ کر تو نہیں رہ گئی؟ چلو روزہ رکھو نفس کو لگام دو۔ روزے کو ڈھال بناؤ اور کارزارِ حیات میں اپنا مقام پہچانو۔ کل ان سے بھی یہی کہا تھا (خذو ما اتینکم بقوۃ واذکروا ما فیہ o) انہوں نے اللہ کی کتاب کو مضبوط تھامنے کی بجائے خواہشاتِ نفس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بہکنا، بھٹکنا، سہل جانا۔ کتاب اللہ کے مندرجات / احکام/ اوامر و نواہی کو بھلا دیا۔ اللہ نے انہیں رد کر دیا۔ بندر بنا دیا۔ دھتکارے ہوئے۔ تمہارے لیے اضافی بند باندھا گیا قرآن سے چمٹنے کو پورا مہینہ تلاوت و تراویح کی مشغولیت کا دے کر۔ قرآن تاریخ کے دھارے پر ہمیں مکمل اسلام، ماضی، حال، مستقبل دکھاتا ہے۔ انعمت علیھم کی پُر عزیمت داستانیں، مغضوب، ضالین کے احوال ان کے بھٹکنے، بہکنے کا اسباب اور سزائیں دکھاتا ہے۔ قانون معاشرت، معیشت، سیاست، بین الاقوامی قوانین صلح و جنگ، دوست دشمن کی پہچان سب عطا کرتا ہے۔ گھر، بازار، مدرسہ، مسجد، عدالت، اقتدار، عالمی اکھاڑے، سب کی تربیت دیتا ہے۔ اس زندگی کے بعد کا وہ علم جس سے پوری دنیا کلیتاً لاعلم ہے۔ وہ صرف ہماری میراث ہے۔ پوری دنیا کی یونیورسٹیاں، تعلیمی ادارے، تھنک ٹینک، ریسرچ جہاں آ کر گنگ ہو جاتی ہے وہ بین، واضح علم صرف ہمارے پاس ہے۔ رمضان میں اس دنیا کی سیر قرآن کرواتا ہے۔ دل خشیت سے جھکتا، آنکھ روتی ہے۔ پوری زندگی کا رخ رضائے الٰہی کی تمنا، اور عذابِ الٰہی کے خوف سے متعین ہوتا ہے۔ دیدۂ نمناک سے محروم دنیا۔ آج استحصالی بلا بن کر انسانوں کو خون کے آنسو رلا رہی ہے۔ اس کی اندھی تقلید میں کھویا گیا مسلمان بھی دردو سوز، نمناک آنکھ سے محروم ہو گیا ہے جو اس کی متاع تھی۔

دل سوز سے خالی ہے، نگہ پاک نہیں ہے
پھر اس میں عجب کیا کہ تو بے باک نہیں ہے
وہ آنکھ کہ ہے سرمۂ افرنگ سے روشن
پُر کار و سخن ساز ہے! نمناک نہیں ہے!

جرأت، کردار اور بہادری والی بے باکی کی جگہ آج کے انسان نے حیا سے عاری بے باکی سیکھ لی۔ دماغ روشن و دل تیرہ و نگہ بے باک۔ انسانیت کے قابل قدر جواہر سے محروم دنیا کے لیے رمضان ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ خواہشاتِ نفس پر تالا ڈال کر، روحانی بالیدگی، اخلاق و کردار کی آبیاری، تعلق باللہ سے دل کا گداز حاصل کرنے کا ماہِ مبارک۔ بلاشبہ شہرِ عظیم۔ پیٹ اور نفس کی بندگی سے نکال کر اطاعت و فرمانبرداری، خشیت و آہ و زاری کے مقاماتِ بلند پر لے کر جانے والا، اپنے نبی ﷺ کے اتباع میں۔

جلتے ہیں جبریل کے پر جس مقام پر
اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہی ﷺ تو ہو!

عام زندگی میں مکھی اور مچھر کے برابر طاقت پرواز رکھنے والا۔ رمضان میں وہ قوت پا جاتا ہے کہ شاہینی پرواز کا حامل ہو جائے۔ دردو سوزِ آرزو مندی کی متاع بے بہا ہے جو مومن کو اس ماہِ مبارک میں حاصل ہو جاتی ہے۔ اس مومن کو جو اُخرجت للناس (انسانوں کے لیے نکالا اٹھایا گیا) ہے۔ اپنی ذمہ داری کے شایانِ شان بنانے اور ھدی للناس کا سبب بننے کے یہ سارے اہتمام ہیں۔ باقی تمام وعدے۔ (بے بہا اجر و ثواب) وہ اعلیٰ گریڈ پر فائز مومن کی تنخواہ، بونس، مراعات ہیں جن کا وہ آئندہ زندگی میں محتاج ہے۔ تاہم یہ تمام شاندار وعدے اُس اصل کام سے جو مومن کا مقصدِ وجود ہے۔ اُس سے منتھی ہیں۔ تاہم اصل کو بھلا کر المیہ تو یہ ہے کہ وکیل، جج، وزیر قانون، صدر، وزیراعظم تلاوتِ قرآن مکمل کر کے شیرینی تقسیم کریں اور مطمئن ہو جائیں کہ حق تلاوت ادا ہو گیا۔ عمل کے دائرے میں سورۂ مائدہ کی تنبیہات (مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ) کے باوجود، قانون ملکہ برطانیہ کا رواں رہے۔ عورت مہین دوپٹہ سر پر نزاکت سے ٹکا کر قرآن مکمل کر کے چوم کر اونچی جگہ رکھ دے۔ سورۃ نور، احزاب کی تلاوت تو ہو مگر سراپا پردہ حجاب سے عاری رہ جائے اور وہ ہندو، سکھ، عیسائی حلیئے میں سڑکوں، بازاروں، دفاتر، مخلوط یونیورسٹیوں کی زینت رہے۔ توبہ، انفال کی تلاوت کے باوجود مساجد، گھروں میں ان کی گونج تو باقی رہے۔ لیکن نہ صلیبی جنگ کا رُکن رکین بنے ہونے میں کوئی قباحت محسوس ہو، نہ نیٹو سپلائی جگر پاش ہو۔ نہ اندیشۂ نفاق دلوں کو لرزائے۔ ہر پارے میں جہنم کی تپش اور لپٹیں دلوں کو سہمائیں۔ حسین جنت کے نظارے دل کشا ہوں۔ لیکن جب دنیا اور کراہیۃ الموت جوں کی توں رہے۔ دنیا کا نقشہ تو یہ ہو کہ:

ترے دشمنوں نے ترے چمن میں خزاں کا جال بچھا دیا۔

لیکن قوم۔ امت۔ صرف تلاوت کے اجور، اگلے پچھلے گناہوں کی معافی کا اطمینان کیے رہے۔ کہیں تو سمجھ فہم میں گڑبڑ ضرور ہے جو گزشتہ اٹھارہ سالوں کے رمضانوں نے بھی امت کے روز و شب نہ بدلے۔ اجر و ثواب کا معاملہ تو یہ ہے کہ وہ رب کائنات۔ اس کی ہر شے گونا گوں منافع و فوائد سے مالا مال ہے۔ بادام ہی کو لے لیجیے۔ مقصود تو مقوی دل و دماغ بادام ہے لیکن اس کے چھلکے کو جلا کر بہترین منجن بنایا جاتا ہے۔ اس کے درخت، پتے، جڑ سب اپنے اندر مزید فوائد لیے ہوئے ہیں۔ اللہ نے ہر شے گونا گوں نعمتوں سے بھر رکھی ہے۔ ایک تو اصل ہوتی ہے جو کسی بھی شے کا مقصودِ اصلی ہوتی ہے اور باقی فوائد ضمنی۔ سردیوں میں پھٹے ہاتھ پیر کو پیٹرولیم جیلی سے شفا ملتی ہے۔ یہ اصلاً پیٹرول حاصل کرتے ہوئے ایک ذیلی، ضمنی (By Product) حاصل ہے۔ دنیا بھر میں جہاں کہیں تیل کے کنوئیں، رگ (Rigs) کام کر رہی ہیں، وہ میرے پھٹے پیروں کو پیٹرولیم جیلی فراہم کرنے کے لیے نہیں ہیں۔ یہ تو اضافی جھونگا ہے جو مل رہا ہے۔ اصلاً تو وہ طاقت و توانائی (Energy) سے لبریز پیٹرولیم گیس ہے جس سے کاروبار زندگی چلے گا۔ گاڑی کے پہیئے، جہاز کی اڑان سے لے کر کارخانوں، بجلیوں، روشنیوں تک ہر ضرورت پوری ہو گی۔ تو بس یہ جانیے کہ یہی اصول منافع و فوائد کا رمضان اور قرآن سے بھی منتھی ہے۔ قرآنِ کلام اللہ ہے۔ اس کی منافع کی شان کی کوئی اتھاہ ہے نہ حد۔ اصلاً یہ کتاب انسانی زندگی کو ایمان، تقویٰ، اطاعت و فرمانبرداری کے ذریعے جنت نشان بناتی ہے۔ ھدی للناس۔ اور اجر ثواب کے بے بہا بونس۔ حرف حرف میں پنہاں دس نیکیاں، حفظ پر درجاتِ عالیہ اس پر مستزاد ہیں۔ رمضان اصلاً اُخرجت للناس، مومن کو وہ اسباق اور اعمال پختہ تر کروانے کے لیے آیا ہے جو دنیا کی امامت کے لیے ناگزیر ہیں۔ اور خزانوں کے مالک نے اس کے ہر لمحے سے منتھی اجر و ثواب کے دریا بہا دیئے اپنی شان کریمی کے مطابق۔ لیکن کیا کیجیے۔

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی ہے!

ہمیشہ سے بڑھ کر دنیا ہدایت کی متلاشی، پیاسی ہے۔ گلوبل ویلج چنگیزی افرنگ سے ویرانہ بن چلا ہے۔ قرآن کی دعوت اور زندگیاں اس کے حرف حرف کے مطابق ڈھالنے کی جو ذمہ داری رمضان ہمیں تھما کر رخصت ہوا۔ اللہ کرے کہ ہم تلاوت کے ساتھ اقامتِ قرآن کے لیے کمربستہ ہو جائیں۔ ربِ ھب لی حکما والحقنی بالصالحین۔ آمین

رمضان کے بعد

امام حرم الشیخ عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز السدیس

کل ہی کی بات ہے کہ امتِ اسلامیہ نے ایک عظیم مہینہ اور انتہائی کرم والے موسم کو الوداع کیا ہے، جس کے فراق سے مؤمن کے دل غمناک ہیں، وہ موسم و مہینہ ماہِ رمضان المبارک ہے۔ اس نے اپنا بوریا بستر لپیٹا اور پایۂ رکاب ہو کر چل نکلا ہے، شب و روز کا سلسلہ جاری ہے۔ ماہ و سال بھی آتے اور جاتے رہتے ہیں، اور یہ سلسلہ اللہ کے زمین اور اس میں موجود تمام اشیاء کے اکیلے وارث رہ جانے (روز قیامت) تک جاری رہے گا۔ اور اللہ تمام وارثوں میں سے بہترین وارث ہے۔

برادرانِ ایمان! اب ماہِ رمضان کے بعد کیا کریں؟

روزے نے روزہ داروں کے دل پر جو اثرات مرتب کیے ہیں، وہ کیا ہیں تاکہ ہم انہی کے حوالے سے اپنے حال کا جائزہ لے سکیں، اپنی ذات، اپنے معاشرے اور اپنی امت کے حال پر غور و تأمل کر سکیں، اور رمضان سے پہلے اور رمضان کے بعد کے حال میں مقارنہ و موازنہ کر سکیں؟

کیا تقویٰ سے ہمارے دل بھر گئے ہیں؟

کیا ہمارے عمل درست ہو گئے ہیں؟

کیا ہمارے اخلاق سنور گئے؟

کیا ہمارا کردار سدھر گیا؟

کیا ہم میں اتحاد و اتفاق پیدا ہو گیا، اور اپنے دشمنوں کے خلاف ہماری صفوں میں وحدت و یگانگت آ گئی؟

کیا ہمارے دلوں سے باہمی حقد و بغض اور نفرتیں مٹ گئیں؟

کیا ہمارے خاندانوں اور معاشروں سے منکرات و محرمات اور برائیوں کا خاتم ہو گیا؟

مسلمانو! اے وہ لوگو! جنہوں نے ماہِ رمضان میں اپنے رب کے حکم پر لبیک کہا، اس کے حکم پر ہر وقت ہر ماہ اور ہر سال لبیک کہتے رہو، چنانچہ اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’قبل اس کے کہ اللہ کی طرف سے وہ دن آ جائے جو ٹلے گا نہیں، اپنے رب کا حکم قبول کرو۔‘‘ (الشوریٰ:47)

’’کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ہمارے دل اللہ کے ذکر سے ڈر جائیں؟‘‘ (الحدید:16)

اور ہم سب متحد ہو کر صراطِ مستقیم پر چلنے کو اختیار کر لیں؟

اللہ کے بندو! ایسی نصوصِ شرعیہ موجود ہیں جو اس بات کا حکم دیتی ہیں کہ اللہ کی عبادت اور اس کی شریعت پر استقامت ہر وقت اور ہر جگہ ہونی چاہیے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

مؤمن کے عمل کی انتہائی تو صرف موت ہی ہے،

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھ کر دیکھ لو!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اور اپنے رب کی عبادت کیے جاؤ، یہاں تک کہ تمہیں موت آ جائے۔ (الحجر:99)

حضرت بشر حافی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ بعض لوگ رمضان آ جانے پر بڑی محنت سے عبادت کرتے ہیں، اور جب رمضان گزر جاتا ہے کہ وہ محنت چھوڑ دیتے ہیں؟ اس پر انہوں نے کہا: ’’وہ بہت ہی برے لوگ ہیں، جو اللہ تعالیٰ کو صرف ماہِ رمضان میں ہی پہچانتے ہیں۔‘‘

برادرانِ ایمان!

ماہِ رمضان کے روزے اور راتوں کے قیام کی توفیق جیسی نعمت پر اللہ کا شکر یہ ہے کہ مسلمان اپنی ساری زندگی میں اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری پر کاربند رہے۔

کیونکہ وہی معبودِ حقیقی ہے، جس کے ماہِ رمضان میں روزے رکھے اور عبادت کی جاتی ہے، وہ اللہ ہی باقی زمانوں اور مہینوں میں بھی الٰہ و معبود ہے، اور نیکی کی قبولیت کی علامت یہ ہے کہ اس کے بعد بھی نیکی کرے۔

اور کفرانِ نعمت یا عمل کے رد کر دیے جانے کی نشانی یہ ہے کہ بندہ اطاعت شعاری چھوڑ کر پھر معصیت و گناہ کی راہ اختیار کر لے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

’’جس نے روزہ رکھا، اور دل میں یہ نیت بھی کر لی کہ جب ماہِ رمضان گزر گیا تو پھر سے اللہ کی نافرمانی و معصیت شروع کر دے گا، اور اس کا روزہ رد کر دیا جاتا ہے، اور اس کے لیے بابِ توفیق بند کر دیا جاتا ہے۔‘‘

آج کے مسلمانوں کی کثیر تعداد کی ماہِ رمضان میں، اور رمضان کے بعد کی حالت کو دیکھنے والا شخص سخت افسوس میں مبتلا ہو جاتا ہے، کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ بعض لوگ (اللہ انہیں ہدایت دے) ماہِ رمضان کے گزرتے ہی مساجد میں آمد و رفت چھوڑ دیتے ہیں، نماز باجماعت کا اہتمام ترک کر دیتے ہیں، نمازوں میں سستی برتنے لگتے ہیں، اور کئی بر و اطاعت کے کاموں مثلاً تلاوتِ قرآن، ذکرِ الٰہی، دعا و مناجات، صدقہ و خیرات، غریبوں اور قرابت داروں سے حسنِ سلوک کو چھوڑ بیٹھتے ہیں، اور طرح طرح کی معصیت و نافرمانی منکرات و فواحش اور محرمات کا ارتکاب کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ سب کام بہت سارے لوگوں کے ایمان کے ضعف و کمزوری کی دلیل ہیں۔

اللہ کے بندو!

ہمیں اللہ سے ڈرنا چاہیے، اور ماہِ رمضان میں ہم نے جو نیک اعمال سرانجام دیے ہیں، ان کی عمارت کو یوں مسمار نہیں کرنا چاہیے۔ اے وہ لوگو! جنہوں نے رمضان کے بعد پھر سے گناہ کی زندگی اختیار کر لینے کا عزم کر رکھا ہے، اللہ سے ڈرو، رمضان اور باقی مہینوں کا رب ایک ہی ہے، اور وہ تمہارے تمام اعمال کو دیکھنے والا شاہد و رقیب ہے۔

ارشادِ الٰہی ہے:

بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگران (تمہیں دیکھ رہا) ہے۔ (النساء:1)

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

’’اور اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ، جس نے محنت کر کے سوت کاتا، اور پھر اسے توڑ پھوڑ کر ٹکڑے ٹکڑے (ریشہ ریشہ) کر ڈالا‘‘ (النحل:92)

ہم بر و نیکی کی توفیق پانے کے بعد اس کو ترک کر دینے کی روش سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

اے نوجوانانِ امت!

اللہ تبارک وتعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں، اور اس کی طرف رجوع کریں، اور رمضان المبارک کے گزر جانے کے بعد اپنے اوقات کی حفاظت کریں، اور انہیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی اطاعت و عبادت میں صرف کریں۔

اللہ کی نافرمانی میں مبتلا لوگوں کے کرتوتوں سے متاثر نہ ہوں، اور ہر اس فعل و حرکت سے بچیں، جو ان کے دین و اخلاقی اقدار کے لیے بدنامی کا باعث ہو، اور ان کے دلوں میں ایمان کو کمزور کرے، اور ایسے ہی یہ چیز دیکھنا، سننا، اور پڑھنا بند کر دیں جو دلوں، اعمال اور اخلاق

کو خراب کرنے والی ہے۔ اور ایسی چیزیں آج کل ذرائع ابلاغ بکثرت نشر کر رہے ہیں، جو کہ اللہ عزوجل کی معصیت و نافرمانی کے ضمن میں آتی ہیں، اور نوجوانوں کو برے اخلاق کے مالک دوستوں کی رفاقت سے بھی بچنا چاہیے۔

اے خاتونِ مسلم!

ان کو بھی چاہیے کہ وہ بھی اللہ کا تقویٰ اختیار کریں، اور ماہِ رمضان کے گزر جانے کے بعد بھی حجاب و پردہ، عفت و عصمت اور شرافت و حشمت کے تحفظ پر کاربند رہیں، اور گمراہی و فتنہ کی طرف دعوت دینے والے لوگوں کے دامِ ہمرنگ زمین سے بچ کر رہیں۔

اور خاندانوں کے سربراہوں اور سرپرستوں کو بھی اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا چاہیے، اور اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھانا چاہیے، اور اپنی امانتوں (زیرِ نگرانی لوگوں) کی حفاظت کرنی چاہیے، ان کی تعلیم و تربیت، نگرانی اور ان پر توجہ دینی چاہیے، تاکہ اس ارشادِ الٰہی پر عمل ہو جائے، جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو، اور اپنے اہل وعیال کو نار (جہنم) سے بچاؤ، جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔'' (التحریم:6)

ماہِ رمضان کے روزوں کے بعد اپنے نفس کا محاسبہ کریں، جب اہلِ خیر وثروت اور تاجر پیشہ لوگ تجارت کے گزر جانے کے بعد اپنے نفع کی جانچ پڑتال کرتے ہیں، تو اللہ کے ساتھ اعمالِ صالحہ سے تجارت کرنے والوں کو بھی چاہیے کہ وہ بھی نفع وفائدہ کی جانچ پڑتال کریں۔

اور اس بات پر بھی نظر دوڑاؤ کہ آپ نے اس ماہ رمضان میں اپنے لیے آگے کیا بھیجا ہے۔ اور رمضان کے گزر جانے کے بعد بھی اعمالِ صالحہ کا رویہ جاری رکھو، بلکہ اس میں مزید اضافہ کرو، اور طرح طرح کی اطاعت وعبادت سے اللہ کا قرب حاصل کرنے میں کوشاں رہو، اللہ کی قسم آخرت کے بازاروں میں نفع دینے والی تجارت یہی ہے۔

ارشادِ الٰہی ہے:

''اے ایمان والو! اللہ اور (اس کے) رسول (ﷺ) کی اطاعت وفرمانبرداری کرو، اور اپنے اعمال کو ضائع نہ ہونے دو۔'' (سورۃ محمد:33)

اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اعمال پر استقامت اور برے اعمال سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(بشکریہ ماہنامہ تدریس القرآن، کراچی)

❁❁❁

شوّال المکرّم کے چھ روزے

مولانا حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے رمضان کے بعد والے مہینہ یعنی شوّال میں چھ نفلی روزے رکھے، تاکہ رمضان کے جاتے ہی عبادات واذکار کا سلسلہ ختم نہ ہو جائے، اور ان کا ثواب ایک سال کے روزوں کے برابر رکھا تاکہ انسان کی طبیعت اس کی طرف مائل ہو۔ احادیث میں اس کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہیں۔ ماہ شوّال کی ایک دوسری خصوصیت یہ ہے کہ رمضان کے روزوں کے بعد اگر کوئی اس ماہ میں چھ روزے رکھ لے تو اسے پورے سال کے روزوں کا ثواب مل جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ

(صحیح مسلم 3/169: کتاب الصیام)

''جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوّال کے چھ روزے رکھے اس نے گویا ہمیشہ روزے رکھے۔''

یعنی اس کو پورے سال روزے رکھنے کا ثواب مل جائے گا، اور اگر ہر سال اسی طرح اس نے شش عیدی روزوں کا اہتمام کیا تو گویا اس نے پوری عمر روزے رکھے، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾

(الانعام:160)

''جس نے (ایک) نیکی کی اسے اس سے دس گنا ملے گا۔''

اس واسطے ایک مہینے کا روزہ دس ماہ کے روزے کے برابر ہو گیا اور چھ دن کے روزے ساٹھ دن کے روزے کے برابر ہوئے، اس طرح بارہ ماہ یعنی مکمل ایک سال کے روزے رکھنے کا ثواب ملے گا۔ اور جو تمام عمر رمضان کے سارے روزے رکھنے کے بعد شوّال کے چھ روزے رکھتا رہا تو گویا اس نے ساری عمر روزے رکھے۔

اس کے علاوہ مذکورہ فضیلت کے بارے میں علماء کرام نے تحریر کیا ہے کہ رمضان المبارک کے روزوں میں جو کوتاہیاں سرزد ہو جاتی ہیں، شوّال کے ان چھ روزوں سے اللہ تعالیٰ اس کوتاہی اور کمی کو دور فرما دیتے ہیں۔ اس طرح ان چھ روزوں کی رمضان کے فرض روزوں سے وہی نسبت ہوگی جو سنن ونوافل کی فرض نمازوں کے ساتھ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ فرض نمازوں کی کوتاہیوں کو پورا فرما دیتا ہے۔

احادیث میں شوّال کے چھ روزے مسلسل رکھنے کا ذکر نہیں ہے، لہٰذا یہ چھ روزے ماہِ شوّال میں عید کا دن چھوڑ کر لگاتار بھی رکھے جا سکتے ہیں اور بیچ میں ناغہ کر کے رکھنے سے بھی یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

قرآن وسنت میں شوّال کے چھ روزوں کے واجب ہونے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے اس لیے امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ شوّال کے چھ روزے فرض یا واجب نہیں ہیں بلکہ سنت ہیں۔ شوّال کے ان چھ روزوں کے سنت ہونے پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔

یہ اللہ کا ہم پر فضل واحسان ہے کہ اس نے ہمارے لیے یہ فضیلت رکھی کہ رمضان کے بعد چھ روزے شوّال میں بھی رکھ لیں تو ہمیں پورے سال کا ثواب مل جائے گا۔ لہٰذا ہمیں اللہ کے اس فضل وکرم سے استفادہ کرنا چاہیے اور یہ سنہری موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے۔

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کا دورہ حلقہ اسلام آباد

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ حلقہ اسلام آباد کے رفقاء سے ملاقات کے لیے 14 اپریل 2019ء کو قرآن کمپلیکس پیہونٹ تشریف لائے۔ امیر محترم رفقاء تنظیم اسلامی کے معاملات سے براہ راست آگاہی کے لیے ملاقاتوں کا اہتمام کرتے رہتے ہیں۔ رفقائے تنظیم چونکہ امیر محترم سے شخصی بیعت کے ذریعے تنظیم سے منسلک ہیں۔ اس لیے امیر و مامورین کے درمیان گاہے بگاہے براہ راست رابطہ باہمی تعلق کو مضبوط و مربوط رکھنے کا مؤثر ذریعہ بنتا ہے۔

حلقہ اسلام آباد 11 ذیلی تناظیم پر مشتمل ہے جس میں اسلام آباد کی تناظیم ہری پور، ایبٹ آباد اور بیروٹ (مری) کی تناظیم بھی شامل ہیں۔ پروگرام کا آغاز صبح 9:30 پر غوری ٹاؤن تنظیم کے ناظم دعوت شاہد محبوب کے درس قرآن سے ہوا۔ اس کے بعد امیر حلقہ اسلام آباد عظمت ممتاز ثاقب نے امیر محترم کو بذریعہ Presentation تناظیم اور رفقاء کی تفاصیل سے آگاہ کیا۔ اسی دوران مقامی امراء نے اپنے اپنے نقباء اور رفقاء کا تعارف کروایا۔ دوران سال تنظیم میں شامل ہونے والے نئے رفقاء نے فرداً فرداً اپنا تعارف کروایا۔ کل 105 رفقاء نے پروگرام میں شرکت کی۔ ان میں 60 ملتزم اور 45 مبتدی رفقاء شامل تھے۔

نائب ناظم اعلیٰ حلقہ پنجاب شمالی راجہ اصغر نے رفقاء کو منفی پراپیگنڈے سے بچنے کے لیے مفید ہدایات دیں۔ انہوں نے رفقاء کو آگاہ کیا کہ کسی غلط فہمی کی صورت میں اپنے نظم بالا سے فوری اور بروقت رہنمائی لیں تاکہ منفی اثرات سے محفوظ رہ سکیں۔ اپنی فکر کو پختہ کرنے کا بھی اہتمام کریں۔

چائے کے وقفے کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ ایک رفیق نے رفقاء کو متحرک رکھنے کے لیے آگاہی منکرات مہم کو زیادہ وسیع پیمانے پر چلانے کی تجویز پیش کی۔ دوسری تجویز، بشرط صحت، امیر محترم کے پنڈی/اسلام آباد میں ماہانہ درس قرآن کے حوالے سے بھی سامنے آئی۔ امیر محترم نے فرمایا کہ دونوں تجاویز پر مشاورت کے بعد عمل درآمد کیا جاسکتا ہے۔ اس موقع پر امیر محترم نے سورۃ الملک اور سورۃ مریم کی آیات بینات کے ذریعے مختصر مگر جامع انداز سے رفقاء کو زندگی اور موت کے حوالے سے تذکیری نوعیت کا درس دیا اور بطور خاص یوم قیامت انفرادی محاسبہ کی فکر کو اجاگر کیا۔ بعد ازاں حلقہ اسلام آباد کی شوریٰ سے امیر محترم نے علیحدہ ملاقات کی۔ دوپہر کے کھانے کے بعد امیر محترم کی امامت میں رفقاء نے نماز ظہر ادا کی۔ مجموعی طور پر امیر محترم سے ملاقات کا تاثر اچھا تھا۔ اللہ تعالیٰ امیر محترم کو صحت وتندرستی عطا فرمائے اور قافلہ تنظیم اسلامی کی رہبری و رہنمائی کی ہمت و توفیق عطا فرمائے اور تمام رفقاء کو اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا اور حصول جنت کو اپنا نصب العین بنا کر غلبہ و اقامت دین کے لیے جد جہد کرنے کی توفیق دے اور امیر محترم کے ساتھ کی ہوئی بیعت کے تقاضے نبھانے کی توفیق سے نوازے۔ آمین۔ (رپورٹ: ڈاکٹر ضمیر اختر خان، نائب امیر حلقہ اسلام آباد)

حلقہ لاہور غربی کا سہ ماہی اجتماع

حلقہ لاہور غربی کا سہ ماہی اجتماع 16 مارچ 2019ء بروز ہفتہ قرآن اکیڈمی میں منعقد ہوا۔ رفقاء نے مغرب کی نماز قرآن اکیڈمی میں ادا کی۔ نقابت کی ذمہ داری عطاء الرحمٰن عارف نے ادا کی۔ پروگرام کا آغاز درس قرآن سے ہوا۔ مدرس نثار احمد خان تھے۔ انہوں نے سورہ بقرہ کے رکوع نمبر 23 کی آیات کا درس دیا۔ اور رمضان کے روزوں اور قرآن کے باہمی تعلق پر خوبصورت انداز میں روشنی ڈالی۔ اس کے بعد اگلے مقرر مرکزی ناظم نشرواشاعت مرزا ایوب بیگ تھے، اپنی گفتگو کے آغاز میں انہوں نے موجودہ عالمی اور ملکی حالات پر مختصر روشنی ڈالی اور کہا کہ آج سیکولر ممالک میں انتہا پسند حکمران بن چکے ہیں۔ رفقاء کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ اگر حالات ابنارمل ہیں تو ہمارا رویہ بھی ابنارمل ہونا چاہیے۔ ابنارمل حالات میں نارمل رویہ یہ زیادتی ہے۔ میں کافی عرصہ سے یہ بات اپنے آپ سے اور ساتھیوں سے کر رہا ہوں کہ جو آپ کر سکتے ہیں وہ کر گزریئے اگر رفیق طے کرلے کہ میں نے یہ کام کرنا ہے تو دو دو نوکریوں کے ساتھ بھی تنظیم کا کام کیا جاسکتا ہے۔ اس خطاب کے بعد نماز عشاء اور کھانے کا وقفہ ہوا۔

وقفے کے بعد پروگرام دوبارہ شروع ہوا۔ اور اگلے مقرر کاشف گیلانی تھے۔ ان کی گفتگو کا عنوان دورہ ترجمہ قرآن اور ذریعہ دعوت تھا۔ انہوں نے قبل از رمضان، دوران رمضان المبارک اور بعد از رمضان المبارک کے عنوانات پر گفتگو کی۔ اور بتایا کہ قبل از رمضان احباب کو ٹیلی فون کے ذریعے دعوت دی جائے اور اجتماعی دعوت بذریعہ ہینڈ بل مارکیٹوں میں دی جائے اور استقبال رمضان کے پروگراموں کے ذریعے دی جائے۔ دوران رمضان المبارک ترجمہ قرآن کے مقامات پر دعوتی ڈیسک بنا کر احباب سے ملاقاتیں کی جائیں اور بعد از رمضان دورہ ترجمہ قرآن میں شرکت کرنے والے احباب کو اپنی دینی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی جائے۔ اگلے مقرر حلقہ کے ناظم دعوت محمود حماد تھے۔ انہوں نے درس حدیث کے عنوان سے رمضان المبارک کے آغاز پر آنحضور ﷺ نے جو خطبہ دیا تھا، اس کا پُر تاثیر درس دیا۔

اگلے مقرر عطاء الرحمٰن عارف تھے انہوں نے دورہ ترجمہ قرآن میں انتظامی امور پر گفتگو کی۔ انہوں نے انتظامی امور کے ضمن میں مختلف امور کی جانب توجہ دلائی اور خاص انداز میں کہا کہ دورہ ترجمہ قرآن کو تنظیم اسلامی میں ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ اور اس حوالے سے ایک رفیق تنظیم کی ذمہ داریاں دوچند ہو جاتی ہیں۔ اپنی گفتگو کے بعد انہوں نے دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی میں مسجد کی تعمیر کے ضمن میں انفاق کی طرف توجہ دلائی۔ دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ (مرتب: محمد یونس)

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن

☆ حلقہ جنوبی پنجاب، نیوملتان کے نقیب حافظ محمد اسد انصاری کے سسر وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0304-7318080

☆ فیصل آباد کے سابق امیر رشید عمر کے بہنوئی انتقال کر گئے۔

برائے تعزیت: 0300-6690953

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

during a time not just of crisis but of very real and escalating hybrid warfare.

Just because notorious groups like TTP have been crushed does not mean that the present time is one for celebration. If anything this is a time when the government ought to work with all state institutions to rally the public behind a united patriotic front. This is exactly what the Turkish leadership did in July of 2016 when the western backed 'Gulenist coup' attempted to overthrow state institutions was crushed through patriotic people power. Instead of cowering behind soft rhetoric, officials encouraged patriotic Turks to fill the streets and send a clear message to forces of wickedness. The message was loud and clear: Turkey will never surrender on any front.

It is shocking to see a nation whose Army and ISI fought valiantly for decades against blood thirsty terrorists being led by elites in the political, financial and media spheres who are willing to throw away hard won successes on the battlefield through political miscalculations, financial banditry and soft rhetoric that inspires self-pity rather than a patriotic spirit of vigor.

Imran Khan may well be a 'lion', but there are too many 'donkeys' attempting to lead him in various ill-conceived directions. Pakistan has every reason to be optimistic about the long term future, but in order to create such a future, the ghosts of the past that are trying to hijack the present must be politically neutralized, just as Turkey neutralized its enemies after 2016.

Source: ***Adapted from an article written Adam Garrie for Eurasia Future***

Note: ***The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article.***

بیابہ مجلس اسرار

مخلوط معاشرت کا سد باب

نظام خلافت کا ایک نقطہ مخلوط معاشرت کا سد باب ہے۔ اسلام کے سماجی نظام میں عورتوں اور مردوں کا دائرہ کار علیحدہ اور جدا ہے۔ عورتوں کا جسمانی نظام بھی مردوں سے مختلف ہے اور نفسیاتی ساخت بھی جدا ہے، لہٰذا دونوں اصناف کی ذمہ داریاں جدا ہیں، حال کا معاملہ مردوں کے حوالے اور قوم کا مستقبل عورتوں کے حوالے ہے، کیونکہ نئی نسل کی پرورش اور تربیت ہی تو مستقبل ہے۔ عورت کے لیے حمل کا زمانہ، بچے کو دودھ پلانے کا عرصہ اور پھر اس کی نگہداشت، کیا یہ سب کچھ غیر اہم اور غیر پیداواری کام ہیں کہ اسے شمع محفل بنائے بغیر چارہ نہیں۔ اقبال نے کہا تھا ؎

بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

اے مسلمان خاتون! تو اگر حضرت فاطمہ ؓ جیسا کردار اختیار کرلے تو تیری گود میں حسن اور حسین ؓ جیسے پھول کھلیں گے۔ چنانچہ ہمیں ایسی خواتین درکار ہیں، ایسی ماؤں کی ضرورت ہے، ایسی بہنوں کی ضرورت ہے، ایسی ہی بیویوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں ہرجائی خواتین کی کوئی ضرورت نہیں۔

نظامِ خلافت میں خواتین اور مردوں کے دائرہ ہائے کار علیحدہ علیحدہ ہوں گے، اس لیے کہ یہ آگ اور پانی کا میل ہے۔ ہمیں مخلوط معاشرت کا مکمل خاتمہ کرنا ہوگا۔ سکولوں سے لے کر یونیورسٹی تک ہر جگہ تعلیمی ادارے الگ الگ ہوں۔ خواتین کے تعلیمی اداروں میں خواتین ہی پڑھنے والی ہوں اور خواتین ہی پڑھانے والی، اور دوسرا تمام عملہ بھی خواتین ہی پر مشتمل ہو۔ اسی طرح کا معاملہ ہسپتالوں کا بھی ہے۔ عورتوں کے ہسپتال میں خواتین ہی نرسیں ہوں، خواتین ہی ڈاکٹر ہوں اور خواتین ہی ملازم ہوں، جبکہ مردوں کے ہسپتال میں مرد ڈاکٹر اور مرد نرسیں (Male Nurses) ہوں۔ اسی طرح کا معاملہ صنعتی اداروں میں بھی اختیار کیا جاسکتا ہے۔ اگر ارادہ ہو، ایمان ہو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دی ہوئی تعلیم پر یقین کامل ہو تو ہر شے ممکن ہے، ہر مسئلہ حل کیا جاسکتا ہے۔

Pakistan is at War but its Political, Financial and Media Elite are Asleep

When western currency speculators began exerting calculated pressure against the lira throughout 2018, Turkey's President Recep Tayyip Erdoğan was quick to say that the west was waging "economic war" against Turkey. Erdoğan is equally straight forward when discussing the serious threats from non-state terror groups and state backed terror groups which aim to endanger Turkish security and slaughter Turkish civilians. Just today, China's influential Global Times newspaper published an opinion piece in which the US economic actions taken against Chinese companies were described as a declaration of war on China.

And yet while China and Turkey face challenges that their respective leadership is very clear about, Pakistan continues to face a far more grave reality of war that few in the elite political class or corrupt media care to acknowledge. The Kabul regime which refuses to recognize Pakistan's borders exists both in theory and in practice in a state of war against Pakistani territory and thus a state of war against the Pakistani state and people. The fact that Kabul is a major conduit of terror into Pakistani territory further attests to the state of war that Kabul has declared through its actions and policies that are directed entirely against Pakistan.

India's well known financial backing and intelligence coordination with anti-Pakistani extremist groups along with the brutal occupation of part of Kashmir is a further symptom of India's war like behavior towards Pakistan. But one needn't take an outsider's word for it. India's election campaign has been filled with blood curdling declarations against Pakistan whilst India's biggest newspaper published an editorial just months ago calling quite literally for the destruction of Pakistan.

But expansionist and terror funding neighbors is not the only problem facing Pakistan. Both internal and external currency speculators are profiting from the decline in the value of the Pakistani rupee while the government is taking no tangible actions to thwart this cunning anti-state action. When foreigners did this to Turkey, the country's leader called it an act of war and even named and shamed the perpetrators including the notorious George Soros. In Pakistan, the leadership remains on the defensive when in a state of war, one must be leading the charge with rhetoric as well as action.

This tract is not a criticism of the Prime Minister, per se. The Pakistani Prime Minister appears to be the first in decades to actually care more about the country than about his own economic fortunes. But many around Imran Khan are part of an old political guard used to sitting back while watching mafias absconding from the country while taking national treasure with them. Making matters worse is an attitude among government representatives that is one part defeatist, one part detached and all parts asleep at the wheel

Vol: 28 Regd. No. C.P.L NO.114 No.23

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore